بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فون نمبر ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

یَاۡتِیۡکَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ - یَاۡتُوۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم منگل

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

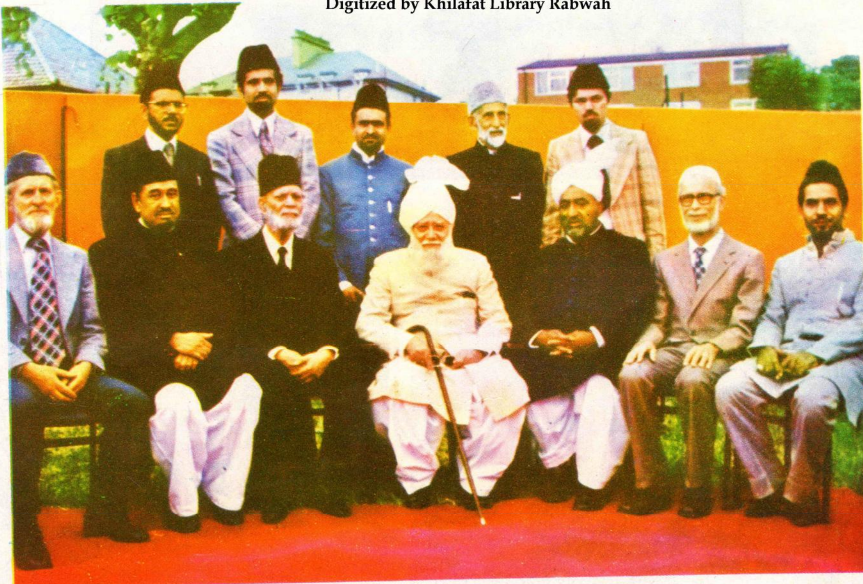
The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ چار روپے

جلد ۶۷/۳۲ | ۲۵ محرم ۱۳۹۹ھ ✤ ۲۶ فتح ۱۳۵۷ہش ✤ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۸ء | نمبر ۲۹۳

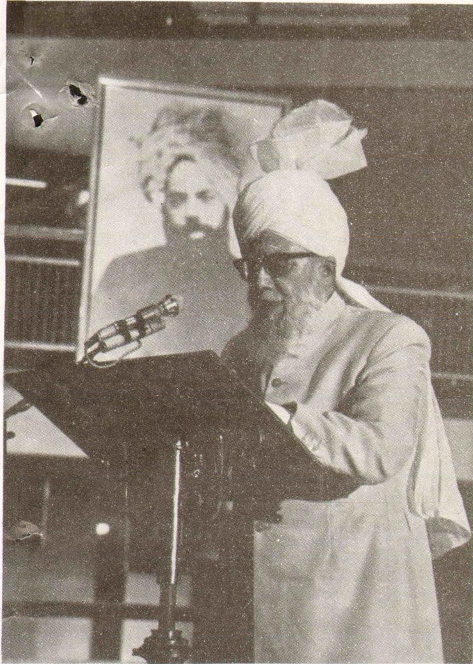
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہمراہ

"کسرِ صلیب کانفرنس" لندن میں شرکت کرنے والے مبلغینِ اسلام



(کرسیوں پر دائیں سے بائیں) محمد اجمل صاحب مبلغ انچارج و امیر جماعتِ احمدیہ نائیجیریا۔ ڈنمارک کے آنریری مبلغ الحاج نوح ہنڈسن صاحب۔ مبلغِ اسپین کرم الٰہی صاحب ظفر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب۔ مبلغِ انگلستان بشیر احمد خان صاحب رفیق (امام مسجد لندن)۔ مبلغِ سکاٹ لینڈ بشیر احمد صاحب آرچرڈ۔

(کرسیوں کے عقب میں دائیں سے بائیں) مبلغ جرمنی منصور احمد خان صاحب (امام مسجد نور فرینکفورٹ)۔ میاں محمد ابراہیم صاحب (امام مسجد ڈیٹن)۔ مبلغ ہالینڈ چوہدری الٰہ بخش صاحب (امام مسجد مبارک دی ہیگ)۔ مبلغِ سوئٹزرلینڈ نسیم مہدی صاحب (امام مسجد محمود، زیورک)۔ مبلغِ گیانا (جنوبی امریکہ) محمد اسلم صاحب قریشی ✤



ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

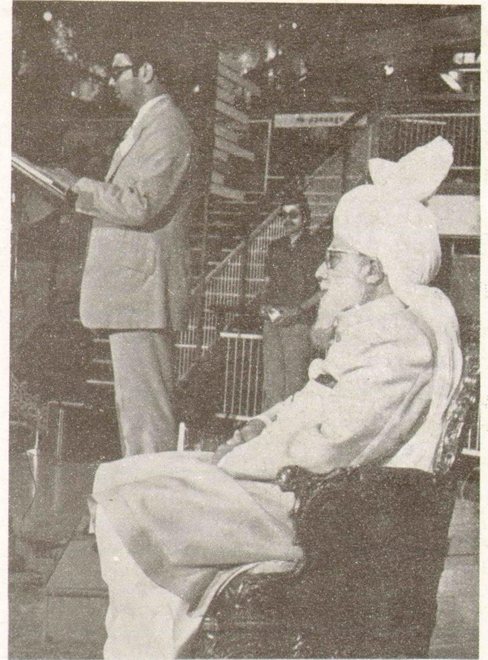
بین الاقوامی

کسر صلیب کانفرنس

منعقدہ

لندن

۲ تا ۴ جون ۱۹۷۸ء



حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ۴ جون ۱۹۷۸ء کو کانفرنس کے اختتامی اجلاس سے خطاب فرما رہے ہیں

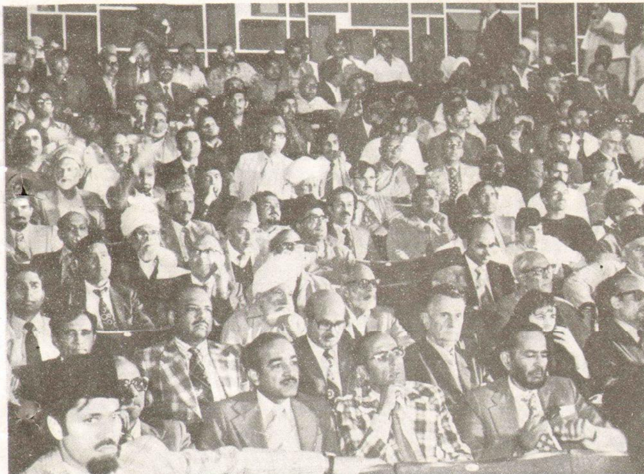




حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر سے قبل منیر الدین صاحب شمس نائب امام مسجد لندن قرآن مجید کی تلاوت کر رہے ہیں



کانفرنس ہال (کامن ویلتھ انسٹی ٹیوٹ آڈیٹوریم) کا ایک منظر
حضور ایدہ اللہ خطاب فرما رہے ہیں اور ہال کی دائرہ کی شکل میں سہ منزلہ گیلریاں سامعین سے کھچا کھچ بھری ہوئی ہیں



دنیا کے کونہ کونہ سے آئے ہوئے سامعین کے ایک حصہ کا منظر



محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کانفرنس کے افتتاحی اجلاس کی صدارت فرما رہے ہیں
بائیں طرف چیکوسلاواکیہ کے مشہور مستشرق لڈس لاؤ فلب بیٹھے ہیں

روزنامہ الفضل ربوہ

ایک گلشنِ نورستہ اور اس کی ہمہ گیر دلآویز مہک

جماعت احمدیہ جسے اللہ تعالیٰ نے اس آخری زمانہ میں اپنے مبعوث کردہ مامور امام آخر الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ غلبۂ اسلام کی غرض سے قائم فرمایا ہے اس کی ۸۹ سالہ تاریخ تمام تر ان اور رات کی ہر ہر ساعت میں نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے افضال و انعامات، بے پایاں احسانات اور تائید و نصرت کے لاتعداد و بے شمار واقعات سے عبارت ہے۔ یہ افضال و انعامات، بے پایاں احسانات اور تائید و نصرت کے یہ لاتعداد و بے شمار واقعات موسم بہار میں کھلنے اور مشام عالم کو معطر کرنے والے خوشنما خوش رنگ پھولوں کی طرح اول دن سے مسلسل کھلتے اور بہار جانفزا کی کیفیت پیدا کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اسی لئے تو حضور علیہ السلام نے حمد اور شکر کے جذبات سے لبریز ہو کر فرمایا ہے

میں کیونکر گن سکوں تیری عنایات
مری خاطر دکھائیں تُو نے آیات
بنائی تو نے پیارے میری ہر بات
مری بگڑی ہوئی تُو نے بنا دی
تری نعمت کی کچھ قلّت نہیں ہے
شمارِ فضل اور رحمت نہیں ہے
یہ کیا احساں ہیں تیرے میرے ہادی

ترے فضلوں سے پُر ہیں میرے دن رات
ترحّم سے مری سُن لی ہر اک بات
بد اندیشوں کو تُو نے کر دیا مات
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
تہی اس سے کوئی ساعت نہیں ہے
مجھے اب شکر کی طاقت نہیں ہے
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(منتخب اشعار از "اولاد کے لئے دعا اور تبلیغ عام" مطبوعہ ۱۹۰۱ء بحوالہ درثمین)

چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو دورِ خزاں کو بہار میں بدلنے یعنی اسلام کے مغلوب رہنے کے بعد اسے ساری دنیا میں غالب کرنے کی غرض سے مبعوث فرمایا تھا۔ اس لئے آپ کی بعثت سے دورِ خزاں میں جس بہار کا آغاز ہوا تھا آپ نے اس کی کیفیت کے فزوں سے فزوں تر ہونے اور کل عالم پر چھا جانے کی بشارت بھی دی تھی۔ اور اس ضمن میں اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر مزید فرمایا:۔

دوستو! اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
دل بہت ہیں سخت اور خوف و خطر در پیش ہے
دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے

آ رہے ہیں اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
پہنچے ہیں دوستو! اس یار کے پانے کے دن
اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

(حقیقۃ الوحی مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

چنانچہ اس وقت سے ہی اس تازہ بہار کی یہ کیفیت فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی آ رہی ہے اور نئے نئے شگوفے پھوٹتے اور دل لبھانے والے خوشبودار اور خوشنما و خوش رنگ پھول کھلتے چلے آ رہے ہیں اور شجرِ اسلام پر طیب و شیریں ثمر بھی لگ رہے ہیں۔ پھر ان مشکبار خوش رنگ و خوشنما پھولوں کے کھلنے کا یہ سلسلہ کسی ایک ملک یا علاقہ تک محدود نہیں بلکہ یہ جزائر فجی، جاپان، انڈونیشیا، ملایا، سنگاپور، برما، بنگلہ دیش، انڈیا، سری لنکا، پاکستان، ایران اور مشرق وسطیٰ کے مختلف ملکوں میں بھی کھل رہے ہیں۔ ادھر ماریشس، کینیا، یوگنڈا، تنزانیہ، نیز نائیجیریا، غانا، سیرالیون، گیمبیا اور لائبیریا میں بھی کھل کھل کر یہ اپنی بہار دکھا رہے ہیں۔ اسی طرح ترکی، پولینڈ، یوگوسلاویہ، البانیہ، سوئٹزرلینڈ، جرمنی، ہالینڈ، ناروے، سویڈن، ڈنمارک اور برطانیہ میں بھی انہوں نے بہار کا سماں باندھ رکھا ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں۔ شمالی امریکہ اور کینیڈا کے مختلف علاقوں نیز سرینام، گی آنا، ٹرینیڈاڈ اور جنوبی امریکہ کے بعض دوسرے علاقوں میں کھلنے والے ان سدا بہار پھولوں نے انہیں ایک عجیب دلآویز بہار سے ہمکنار کیا ہوا ہے۔

ان ملکوں اور علاقوں میں سے جس علاقہ کی طرف بھی نظر کی جائے تو کہیں گمراہی کی تاریکی دور کہیں بے عملی اور نافرمانی و سرکشی کی ظلمت کے بیچوں بیچ ایک گلستان کھلا ہوا ہے جس کی رنگینی و دلآویزی اس حقیقت کی آئینہ دار ہے کہ بہاریں اس میں چھپے ہوئے گلستان میں سمٹ آئی ہیں اور اس کی حدود سے نکل نکل کر پورے علاقہ اور اس کے ماحول کو گل و گلزار میں تبدیل کرنے کے جذبۂ بے اختیار سے ہمہ تن سرشار اور رواں بہ مستفید ہو رہی ہیں۔ ان سب گلستانوں اور بوستانوں کی دور دور تک پھیلنے والی دلآویز مہک کے تفصیلی تذکرہ کو یہ مختصر مضمون متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہم سر دست ایک گلشنِ نورستہ کی دلآویزی اور اس کے اثر پذیری کی ہمہ گیری کے ذکر پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ اور وہ ہے وہ بین الاقوامی کسرِ صلیب کانفرنس جو ۲ تا ۴ جون ۱۹۷۸ء انگلستان کے دارالحکومت لندن میں منعقد ہوئی۔ اس گلشنِ نورستہ کے اپنے پھول ہی کچھ کم دلآویز نہ تھے۔ اس پر مزید یہ کہ اطراف و جوانبِ عالم میں کھلنے والے گلستانوں کے بعض گلہائے رنگارنگ بھی اس میں آ جمع ہوئے حتیٰ کہ ایک شاخِ گل یعنی اس گل سرسبد نے بھی جو فی زمانہ اپنی مثال آپ ہے اس گلشنِ نو رستہ میں پہنچ کر اسے حسنِ جہاں تاب سے مالا مال کر دکھایا۔ مشرق بعید، ایشیا، مشرق وسطیٰ، یورپ، افریقہ، کینیڈا اور جنوبی امریکہ سے کسرِ صلیب اور غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم میں حصہ لینے والے اور اس راہ میں قربانیاں پیش کرنے والے اس بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کرنے کی سعادت حاصل کرنے کی غرض سے سینکڑوں کی تعداد میں وہاں کھنچے چلے آئے اور سب سے بڑھ کر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پاکستان سے وہاں بنفسِ نفیس تشریف لے جا کر اسے اپنی شرکت اور ایک معرکۃ الآراء خطاب سے برکت بخشی اور اس طرح خود اس شہر میں جو پہلے عیسائیت اور اس کی عالمگیر اشاعت کا گڑھ شمار ہوتا تھا۔ کسرِ صلیب کا فریضہ نہایت مہتم بالشان طریق پر سرانجام دے کر توحید اتم اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا پرچم بلند کیا۔

پھر بڑا آدرہ احمدی فضلاء نے ہی نہیں بلکہ خود متعدد یورپین محققین نے بھی نہایت ٹھوس اور پُرمغز مقالے پڑھ کر ہر جہت سے ثابت کر دکھایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر سے زندہ اتار لئے گئے تھے۔ علاج معالجہ کے بعد آپ نے بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل کی تلاش میں مشرق کی طرف ہجرت کی۔ اور اپنا مشن پورا کرنے کے بعد کشمیر میں ایک سو بیس سال کی عمر میں طبعی موت سے وفات پائی۔ اور وہیں مدفون ہوئے چنانچہ سرینگر کے محلہ خانیار میں آج بھی آپ کا مقبرہ موجود ہے۔ اس طرح ان فضلاء اور محققین نے کفارہ کے عقیدہ کو جس پر موجودہ مسیحیت کی بنیاد ہے باطل ثابت کر دکھایا۔ جس سے صلیب از خود پاش پاش ہو گئی۔ یورپ اور انگلستان کے ہزاروں باشندوں نے اور چرچ کے بعض نمائندوں نے جو اسلام کے اس گلشنِ نو رستہ کی دلآویزی کا نظارہ کرنے آئے تھے عیسائیت کی بنیاد کو منہدم اور صلیب کو پاش پاش ہوتے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور اقصائے عالم کے لاتعداد اخباروں اور رسالوں نیز دنیا بھر کے ریڈیو اور ٹیلیویژن سٹیشنوں نے تفصیلی مضامین، خبروں اور تبصروں کی شکل میں کرۂ ارض پر بسنے والے ہر قوم اور نسل کے لوگوں کو اس کا مشاہدہ کرایا حتیٰ کہ آج حضرت مسیح علیہ السلام کا صلیب پر سے زندہ اترنا اور طبعی طور پر وفات پانا اور کشمیر میں ان کی قبر کا موجود ہونا دنیا بھر کے علمی حلقوں میں موضوعِ بحث بنا ہوا ہے۔

پھر برطانوی چرچ کا اپنی خفت مٹانے کے لئے اس موضوع پر تبادلہ خیالات کا چیلنج دینے اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے چیلنج قبول کئے جانے کے بعد تبادلہ خیالات سے راہِ فرار اختیار کرنا اور دنیا بھر کو دلاسہ دینے کے باوجود پروٹسٹنٹ اور کیتھولک چرچز کا تبادلہ خیالات پر کسی طرح آمادہ نہ ہونا عیسائیت کی شکست اور اسلام کی فتح کو دنیا پر روزِ روشن کی طرح عیاں کرنے کا موجب بنا اور اس طرح حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشگوئی بڑی شان اور جاہ و جلال کے ساتھ پوری ہوئی کہ:۔

اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

الغرض آج حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عظیم الشان تجدیدی کارنامہ کے طفیل دنیا کے کونہ کونہ میں اسلام کے سدا بہار گلشن معرضِ وجود میں آ چکے ہیں۔ خدائی وعدوں کے بموجب یہ گلشن وسیع سے وسیع تر اور حسین سے حسین تر ہوتے چلے جائیں گے۔ یہاں تک کہ پورا کرۂ ارض اسلام کے ایک سرسبز و شاداب باغ کی شکل اختیار کر لے گا اور دنیا بچشم خود دیکھے گی کہ:۔

جتنے درخت زندہ تھے وہ سب ہوئے ہرے
پھل اس قدر پڑا کہ وہ میووں سے لد گئے

(براہین احمدیہ حصہ پنجم مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی و فارسی کلام

کَلَامُ الْاِمَامِ اِمَامُ الْکَلَامِ

وَاَنْتَ لَنَا کَهْفٌ کَبَیْتٍ مُسَرْدَقٖ

(اور اے خدا) تو ہمارے لئے ایسی پناہ ہے جیسے نہایت مضبوط گھر)

لَکَ الْحَمْدُ یَا تُرْسِیْ وَحِرْزِیْ وَجَوْسَقِیْ — بِحَمْدِکَ یُرْوٰی کُلُّ مَنْ کَانَ یَسْتَقِیْ

اے میری پناہ اور میرے قلعہ تیری تعریف ہو تیری تعریف سے ہر ایک شخص جو پانی چاہتا ہے سیراب ہو جاتا ہے

بِذِکْرِکَ یَجْرِیْ کُلُّ قَلْبٍ قَدِ اعْتَقٰی — بِحُبِّکَ یُحْیٰی کُلُّ مَیْتٍ مُمَزَّقٖ

تیرے ذکر کے ساتھ ہر ایک دل ٹھہرا ہوا جاری ہو جاتا ہے اور تیری محبت کے ساتھ ہر ایک مردہ زندہ ہو جاتا ہے

وَبِاسْمِکَ یُحْفَظُ کُلُّ نَفْسٍ مِنَ الرَّدٰی — وَفَضْلُکَ یُنْجِیْ کُلَّ مَنْ کَانَ یُوْثَقٖ

اور تیرے نام کے ساتھ ہر ایک شخص ہلاکت سے بچتا ہے اور تیرا فضل ہر ایک قیدی کو رہائی بخشتا ہے

وَمَا الْخَیْرُ اِلَّا فِیْکَ یَا خَالِقَ الْوَرٰی — وَمَا الْکَهْفُ اِلَّا اَنْتَ یَا مُتَّکَا التُّقٰی

اور تمام نیکی تیری طرف سے ہے اے جہان آفرین اور تو ہی پرہیزگاروں کی پناہ ہے۔

وَتَعْنُوْا لَکَ الْاَفْلَاکُ خَوْفًا وَّهَیْبَةً — وَتَجْرِیْ دُمُوْعُ الرَّاسِیَاتِ وَتَبْثُقٖ

اور تیرے آگے خوفناک ہو کر آسمان جھکے ہوئے ہیں اور پہاڑوں کے آنسو جاری اور رواں ہیں

وَلَیْسَ لِقَلْبِیْ یَا حَفِیْظِیْ وَمَلْجَأِیْ — سِوَاکَ مُرِیْحٌ عِنْدَ وَقْتِ التَّاَرُّقٖ

اور میرے دل کے لئے اے میرے نگہبان اور پناہ کوئی دوسرا آرام پہنچانے والا نہیں جب تنگی وارد ہو

یَمِیْلُ الْوَرٰی عِنْدَ الْکُرُوْبِ اِلَی الْوَرٰی — وَاَنْتَ لَنَا کَهْفٌ کَبَیْتٍ مُسَرْدَقٖ

دکھ کے وقت خلقت خلقت کی طرف توجہ کرتی ہے — اور تو ہمارے لئے ایسی پناہ ہے جیسے نہایت مضبوط گھر

وَاِنَّکَ قَدْ اَنْزَلْتَ اٰیَاتِ صِدْقِنَا — فَوَیْلٌ لِّغَمْرٍ لَا یَرَاهَا وَیَنْهَقٖ

اور تو نے ہمارے صدق کے نشان اتارے پس اس نادان ہلاک شدہ پر جو ان نشانوں کو نہیں دیکھتا اور بے معنی شور کرتا ہے

یَدُ اللّٰهِ تَحْمِیْ نَفْسَ مَنْ هُوَ صَادِقٌ — وَاِنَّ الْمُزَوِّرَ یَضْمَحِلُّ وَیُزْهَقٖ

خدا کا ہاتھ صادق کی حمایت کرتا ہے اور جھوٹا مضمحل ہو جاتا اور ہلاک ہو جاتا ہے۔

فَیُقْطَعُ نَبْتٌ لَا مُرِیْحٌ وُجُوْدُهٗ — وَکُلُّ نَخِیْلٍ لَا مَحَالَةَ یَسْمُقٖ

پس وہ بیل کاٹی جاتی ہے جس کا وجود کچھ فائدہ نہیں دیتا اور ہر ایک کھجور کا درخت ضرور اپنی لمبائی تک پہنچ جاتا ہے

اَلَمْ تَرَ فِتَنَ الدَّهْرِ کَیْفَ تَکَنَّفَتْ — وَهَبَّتْ رِیَاحٌ لِّلْهَیْجَانِ سَوْهَقٖ

کیا تو دیکھتا نہیں کہ زمانہ کے فتنے کیسے محیط ہو گئے اور ایسی ہوائیں چلیں جو تیز ہوا کا گرد باد کیا ہوتا ہے

فَجِئْتُ مِنَ الرَّبِّ الَّذِیْ یَرْحَمُ الْوَرٰی

پس میں اس رب کی طرف سے آیا جو خلقت پر رحم کرتا ہے

وَیُرْسِلُ غَیْثًا عِنْدَ قَحْطٍ مُعَنْزَقٖ

اور بادل کو تنگ کرنے والے قحط کے وقت بھیجتا ہے

(حجۃ اللہ مطبوعہ ۱۸۹۶ء)

دامنِ پاکش بدستِ ما مدام

(آنحضرتؐ کا مقدس دامن ہر وقت ہمارے ہاتھ میں ہے)

آں رسولے کش محمدؐ ہست نام — دامنِ پاکش بدستِ ما مدام

وہ رسول جس کا نام محمدؐ ہے اس کا مقدس دامن ہر وقت ہمارے ہاتھ میں ہے۔

مہرِ او با شیر شد اندر بدن — جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن

اس کی محبت ماں کے دودھ کے ساتھ ہمارے بدن میں داخل ہوئی وہ جان بن گئی اور جان کے ساتھ باہر نکلے گی

ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را بروشد اختتام

وہی خیر الرسل اور خیر الانام ہے اور ہر قسم کی نبوت کی تکمیل اس پر ہو گئی۔

ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست — زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست

جو بھی پانی ہے وہ ہم اسی سے لے کر پیتے ہیں جو بھی سیراب ہے وہ اسی سے سیراب ہوا ہے

آنچہ ما را وحی و ایمائے بود — آں نہ از خود از ہماں جائے بود

جو وحی والہام ہم پر نازل ہوتا ہے وہ ہماری طرف سے نہیں وہیں سے آتا ہے۔

ما ازو یابیم ہر نور و کمال — وصلِ دلدارِ ازل بے او محال

ہم ہر روشنی اور ہر کمال اسی سے حاصل کرتے ہیں محبوب اصلی کا وصل بغیر اس کے ناممکن ہے

اقتدائے قولِ او در جانِ ماست — ہرچہ زو ثابت شود ایمانِ ماست

اس کے ہر ارشاد کی پیروی ہماری فطرت میں ہے جو بھی اس کا فرمان ہے اس پر ہمارا پورا ایمان ہے

محو روئے او شد است ایں روئے من — بوئے او آید ز بام و کوئے من

یہ میرا چہرہ اس کے چہرہ میں گم ہو گیا اور میرے مکان اور کوچہ سے اسی کی خوشبو آ رہی ہے۔

بسکہ من در عشقِ او ہستم نہاں — من ہمانم، من ہمانم، من ہماں

از بسکہ میں اس کے عشق میں نہاں ہوں۔ میں وہی ہوں۔ میں وہی ہوں۔ میں وہی ہوں

آں منم کاندر رہِ آں سرورے — درمیانِ خاک و خوں بینی سرے

میں تو وہ ہوں کہ اس سرور کی راہ میں تو میرا سر خاک و خون میں لتھڑا ہوا دیکھے گا۔

تیغ گر بارد بکوئے آں نگار — آں منم کاوّل کند جاں را نثار

اگر اس محبوب کی گلی میں تلوار چلے تو میں پہلا شخص ہوں گا جو اپنی جان قربان کرے گا

گر ہمیں کفر است نزدِ کیں ورے

اگر دشمن کے نزدیک یہی کفر ہے

خوش نصیبے آں کہ چوں من کافرے

تو وہ بڑا خوش نصیب جو میری طرح کا کافر ہے

(سراج منیر آخری صفحات مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لُبّ لُباب یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں اور خدا اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام احکام کو سمجھ کر ان پر کاربند رہیں

ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب اور یہی ہمارا عقیدہ ہے

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لُبّ لُباب یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ. ہمارا اعتقاد جو ہم اِس دُنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیقِ باری تعالیٰ اِس عالمِ گذران سے کوچ کریں گے، یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولٰنا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمالِ دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبۂ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہِ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اِس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتمِ کتبِ سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اُس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکامِ فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تغییر کر سکتا ہو. اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعتِ مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے. اور ہمارا اِس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراطِ مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ راہِ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتداء اُس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں. کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے."

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۷، صفحہ ۱۳۸)

"جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حَسْبُنَا کِتٰبُ اللّٰہِ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں. اور ہم اِس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشرِ اجساد حق اور روزِ حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے. اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلّشانہٗ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اِس شریعتِ اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترکِ فرائض اور اِباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اِس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے اُن سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اِسلام پر کاربند ہوں. غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہلِ سُنّت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں اُن سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اِس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے." (ایام الصلح صفحہ ۸۶، ۸۷)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور قرآن شریف خاتم الکتب. اب کوئی اَور کلمہ یا کوئی اَور نماز نہیں ہو سکتی. جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا کر کے دکھایا اور جو کچھ قرآن شریف میں ہے اس کو چھوڑ کر نجات نہیں مل سکتی. جو اس کو چھوڑے گا وہ جہنم میں جاوے گا. یہ ہمارا مذہب اور عقیدہ ہے."

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۲۵۲)

مکرم جناب عبد المنان صاحب ناہید

مِرا خُدا

اپنی صفات و ذات میں مفرد مِرا خُدا
تفسیرِ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدْ مِرا خُدا

ہَے ابتدا اُسی سے اُسی پر ہے انتہا
یعنی مِری حیات کا مقصد مِرا خُدا

ارض و سما کی انجمنِ حُسن کے مکیں
سرمایۂ فنا سبھی، سرمد مِرا خُدا

قائم اُسی کی ذات سے بیخ و بُنِ حیات
سب سے بزرگ و برتر و امجد مِرا خُدا

بے انتہا نوازش و الطافِ بے حساب
عفو و کرم و رحمتِ بے حد مِرا خُدا

میرا خُدا سمیع و بصیر و علیم ہے
معبد ہے دِل تو رونقِ معبد مِرا خُدا

قرآں مِری کتاب محمدؐ مِرا رسُول
ناہیدؔ ہے خُدائے محمدؐ مِرا خُدا

مِرا رسُولؐ

جس کے لئے بنا جہاں سارا مِرا رسُولؐ
سارے جہاں سے ہے مجھے پیارا مِرا رسُولؐ

اپنے خدا کو تابشِ جاں سوزِ دل کے ساتھ
کُنجِ حرا سے جس نے پُکارا مِرا رسُولؐ

اِقْرَاْ کا جس نے رُوح الامیں سے لیا سبق
قرآں خدا نے جس پہ اُتارا مِرا رسُولؐ

آرائشِ جمال سے واقف ہیں لوگ بھی
پر دستِ حق نے جس کو سنوارا مِرا رسُولؐ

وہ رہگذارِ شوق کے راہی کا رہنما
واماندہ راہرو کا سہارا مِرا رسُولؐ

طوفاں ہیں، آندھیاں ہیں، تلاطم ہیں چار سُو
اور امن و عافیت کا کنارا مِرا رسُولؐ

میرے جہانِ شوق کی رُوحِ رواں وہی
مُجھ سے جُدا کرو نہ خُدارا مِرا رسُولؐ

اُس کے بغیر زندگی تاریک و تار ہے
ناہیدؔ میری آنکھ کا تارا مِرا رسُولؐ

لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ
باعثِ تخلیقِ کائنات

(مکرم جناب سعید احمد صاحب اعجاز)

یہ ارضِ بسیط یہ سموات ٭ یہ رقصِ حیات یہ جمادات
یہ پھول یہ چاند یہ ستارے ٭ یہ رنگ یہ نُور یہ نظارے
یہ آبِ رواں یہ آبنائے ٭ اشجار کے دِلفریب سائے
یہ سرو چنار یہ صنوبر ٭ یہ جھومتے پیڑ پر بتوں پر
یہ جھیل یہ کوہسار کا عکس ٭ آئینۂ گل، بہار کا عکس
یہ اوس کے نسترن پہ موتی ٭ سُورج کی کِرن گُہر پروتی
یہ رقصِ طیور گلشنوں میں ٭ یہ حُسن کا اِک جہاں بَنوں میں
پھیلے ہوئے نیلگوں سمندر ٭ کہسار کے برف پوش منظر
یہ سنگِ گراں یہ آبشاریں ٭ یہ لالہ و گُل ہیں رہگزاریں
یہ شہر یہ بستیاں یہ بازار ٭ یہ بام یہ قُمقُمے یہ انوار
یہ حُسن و جمال آدمی کا ٭ یہ رنگ جہاں میں دِلکشی کا
اَلقصّہ یہ کائنات ساری ٭ یہ بزم گہِ حیات ساری
پہنائے وجود میں نہ آتی ٭ نیرنگِ نمود میں نہ آتی
تخلیقِ جہاں کبھی نہ ہوتی ٭ آفاق میں زندگی نہ ہوتی

شہکار نہ یہ خُدا کا ہوتا
گر نُور نہ مصطفٰےؐ کا ہوتا

اِس نُور سے نُورِ زندگی ہے ٭ ہر سمت ظہورِ زندگی ہے
فانوسِ جہاں میں روشنی ہے ٭ اِس نُور سے جاں میں روشنی ہے

اِس نُور سے اِبتدا ہوئی ہے

اِس نُور پہ اِنتہا ہوئی ہے

خطبہ جمعہ

لندن میں "مسیح کی صلیبی موت سے نجات" کے موضوع پر ہماری کانفرنس خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہی

اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا ہے کہ ریڈیو اور اخبارات کے ذریعہ ہماری آواز کروڑوں انسانوں تک پہنچ چکی ہے

ہماری اس سہ روزہ بین الاقوامی کانفرنس کے نتیجہ میں عیسائی چرچ کو خود اپنی کمزوری کا اعلان کرنا پڑا ہے

ساری دنیا کی ہدایت کی ذمہ داری ہمارے کندھوں پر ڈالی گئی ہے اس کو پورا کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرو

ہمیں بہرحال قدم آگے بڑھانا ہے اس لئے دعائیں کرو کہ ساری جماعت کو اللہ تعالیٰ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے

اپنے ملک کے لئے بھی خصوصیت سے دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کے استحکام کے سامان پیدا کرے اور لوگوں میں باہم اخوت کا جذبہ پیدا ہو

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۳ ر اخاء ۱۳۵۷ ہش بمطابق ۱۳ ر اکتوبر ۱۹۷۸ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

(مرتبہ مکرم محمد انور صاحب قریشی شاہد رکن صیغہ زود نویسی ربوہ)

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اپنی خلافت کے زمانہ میں سب سے لمبے عرصہ تک غیر حاضر رہنے کے بعد آج میں پھر آپ میں کھڑا ہوں اور خطبہ دے رہا ہوں اور بہت خوش ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے وہاں بھی فضل کیا اور اللہ تعالیٰ یہاں بھی بڑے فضل کرتا ہے۔

یہ عرصہ جو وہاں گذرا اس کا قریباً

آخری ایک ماہ بیماری کا حصہ تھا

پہلے میں مختصراً اس کا ذکر کر دیتا ہوں۔ میرے دانتوں میں پچھلے سال سے یہ تکلیف شروع ہو گئی تھی کہ اوپر سے دانت ٹوٹ جاتا تھا اور اس کی جڑ مسوڑھے کے اندر رہ جاتی تھی۔ اوپر کے جبڑے میں پہلے ایک دانت ٹوٹا پھر دوسرا ٹوٹا پھر تیسرا پھر چوتھا پھر پانچواں۔ غرض پانچ دانت ایسے تھے جن کی جڑیں اندر پھنسی ہوئی تھیں اور اوپر سے دانت ٹوٹ گئے تھے۔ ڈاکٹروں نے یہ کیا کہ پہلے IMPRESSION (امپریشن) وغیرہ لے کر ایک عارضی DENTURE (ڈینچر) سا بنایا اور پھر ایک وقت میں سارے جبڑے میں پچیس تیس ٹیکے لگا کر سارے دانت نکال دئے۔ جو دو دانت نہیں ٹوٹے ہوئے تھے وہ بھی نکال دئے اور اس طرح خدا تعالیٰ نے آئندہ کی تکلیف سے بچا لیا لیکن اُس وقت کچھ تکلیف ہوئی۔ نکالتے وقت تو زیادہ تکلیف نہیں ہوئی اور اگر تکلیف یا درد وغیرہ ہو بھی تو یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے ہمیں اس کی برداشت ہے لیکن اس کے بعد ساری رات خون آتا رہا۔ رات کے دس اور گیارہ بجے کے درمیان انہوں نے میرے دانت نکالے تھے پھر اس کے بعد

مسوڑھوں میں ورم اور زخم کی تکلیف

ہو گئی۔ جو عارضی DENTURE (ڈینچر) بنا تھا وہ ٹیکنیشن نے صحیح نہیں بنایا تھا اس لئے کبھی دائیں طرف زخم ہو جاتا تھا کبھی بائیں طرف زخم ہو جاتا تھا دن یہ کیفیت رہی۔ شروع میں دو دن تو میں کسی قسم کا کھانا بھی نہیں کھا سکا چائے یا دودھ کی ایک پیالی پیتا رہا۔ پھر ہم نے سوچا کہ زیادہ لمبا عرصہ تو آدمی بھوکا نہیں رہ سکتا اس لئے کوئی اس قسم کا طبی پرہیزی شوربہ ہونا چاہیئے جس میں پروٹینز بھی شامل ہوں لیکن وہ شوربہ کیونکہ میں کچھ بھی چبا نہیں سکتا تھا۔ اس حد تک کہ اگر پکے ہوئے چاول بھی دانتوں کے نیچے آجائیں تو ان سے بھی مجھے درد ہوتی تھی اور دو بھی میں نہیں چبا سکتا تھا۔ اس کے بعد میرے وہاں سے روانہ ہونے سے پانچ چھ دن پہلے پیر والے دن ۲ تاریخ کو انہوں نے میرے منہ میں دوسرا مستقل ڈینچر لگایا

(یہاں کی تو ہر چیز ہی عارضی ہے لیکن اس کو مستقل کہہ دیتے ہیں) چھ مہینے تک یہ ڈینچر رہے گا اس کے بعد پھر بدلنا پڑے گا مُنہ کو اس کی عادت پڑنے اور اس کو مُنہ کی عادت پڑنے میں بھی کچھ وقت لگے گا۔ وہاں پر تین چار دفعہ جہاں جہاں خرابی تھی اور جس جگہ سے دباؤ ڈال رہا تھا اُس جگہ سے اس کو ٹھیک کروایا تھا چنانچہ اب قریباً ٹھیک ہو گیا ہے لیکن ابھی یہ احساس باقی ہے کہ مُنہ میں ایک غیر چیز پڑی ہوئی ہے امید ہے کہ پانچ دس دن کے بعد انشاء اللہ وہ بھی دُور ہو جائے گا بہرحال

تکلیف آئی اور خدا کے فضل سے گذر گئی

اور اللہ تعالیٰ نے رحم کیا کہ کوئی اور اُلجھن پیدا نہیں ہوئی اور نیا ڈینچر لے کر میں آپ کے پاس یہاں پہنچ گیا ہوں اور آج خطبہ دے رہا ہوں۔ تاہم یہ تو معمولی چیز تھی دعا کریں ایسی بھی آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ صحت والی اور کام کرنیوالی زندگی عطا کرے۔

میرے اِس

دَورے کے دو حصّے

ہیں ایک کا تعلق تو اس کانفرنس کے ساتھ ہے جو وہاں ہوئی اور جس کا عنوان تھا کہ حضرت مسیح علیہ السّلام صلیبی موت سے بچائے گئے تھے اور دوسرا حصّہ وہ ہے جو میں نے بعد میں یورپ کا دَورہ کیا اور اسلام کی تعلیم ان لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کی۔ یہ جو کانفرنس ہوئی اس میں یہ انتظام بھی کیا گیا تھا کہ بولنے والی MOVIE 8 MM SUPER بنائی جائے بعد میں اُسے بنایا جو یہاں بھی دکھائی جا سکتی ہے۔ وہ تیار ہو گئی ہے اور یہاں پہنچ جائے گی وہاں تو میں نے دیکھی ہے اچھی خاصی ہے آپ بھی اسے دیکھ لیں گے۔

۲۔۳۔۴ جون کو یہ کانفرنس تھی اور اس سے پہلے انگلستان کے اخبارات نے بھی اور یورپ کے بعض اخبارات نے بھی بہت کچھ لکھا۔ پھر جلسہ سالانہ کے موقع پر یہاں جو صحافی آئے ہوئے تھے اُنہوں نے ڈیلی ٹیلیگراف میں پانچ چھ صفحے کا ایک نوٹ دیا اور یہ اخبار دس لاکھ سے بھی زیادہ تعداد میں چھپتا ہے۔ مجھے صحیح یاد نہیں ممکن ہے کہ پندرہ یا بیس لاکھ چھپتا ہو لیکن بہرحال دس لاکھ سے زیادہ چھپتا ہے جیسا کہ اُن کی عادت ہے انہوں نے اس میں کچھ اپنی بھی چلائی لیکن ہماری بھی بہت سی باتیں وہ لکھ گئے ہیں۔ غرض اس رنگ کا پراپیگنڈہ اور اشاعت وہاں ہوئی کہ انگلستان کے

چرچ کو کچھ پریشانی سی لاحق ہو گئی

چنانچہ انہوں کانفرنس سے قریباً دس دن پہلے اپنی طرف سے ایک RELEASE (ریلیز) ایک خبر اخبارات کو بھجوائی اور اس کے نیچے یہ نوٹ دیا کہ اسے فلاں تاریخ سے پہلے شائع نہ کیا جائے۔ غالباً ۳۰ مئی یا یکم جون کی تاریخ تھی اور وہ ریلیز ہمارے مشن کو بھی بھجوا دی۔ میں نے اس کا جواب تیار کیا۔ کانفرنس میں مجھے بھی ایک چھوٹا سا مضمون پڑھنا تھا۔ اپنے مضمون کے بعد میں نے ان کی ریلیز پڑھ کر سنوا دی اور پھر اس کا جواب خود میں نے پڑھ کر سنایا۔ ایک تو ان کا خط تھا اور اس کے نیچے ان کی ریلیز تھی۔ وہ دو علیحدہ علیحدہ کاغذوں پر تھے اور بھی دستور ہے۔ خط میں لکھا تھا کہ ہم OPEN DIALOGUE کرنا چاہتے ہیں یعنی کھلی بات چیت ہو ہر ایک کو پتہ ہو کہ کیا تبادلۂ خیال ہوا ہے اور اسی خط کے

اندر کے حصّے میں تھا کہ UNPUBLICISED DIALOGUE ہونی چاہیئے یعنی ایسا تبادلۂ خیال جس کی اشاعت نہ ہو۔ OPEN اور UNPUBLICISED تو ویسے ہی متضاد چیزیں ہو گئیں۔ میں نے اپنے جواب میں کہا تھا کہ یہ تو ساری دُنیا کے ساتھ تعلق رکھنے والا معاملہ ہے اس کی اشاعت ہونی چاہیئے اور صرف انگلستان میں ہی کیوں۔ میں نے دُنیا کے مختلف حصّوں کے نام لے کر کہا کہ ہم

ہر جگہ تبادلۂ خیالات کرنے کو تیار

ہیں اور صرف انگلستان کی کونسل آف چرچز سے ہی کیوں ہم کیتھولکس سے بھی تبادلۂ خیال کرنے کو تیار ہیں۔ دُنیا کو پتہ لگنا چاہیئے کہ وہ عقائد جو غلط طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں ان کی حقیقت کیا ہے اور وہ واقعات جو حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں ان کی حقیقت کیا ہے۔ میں نے اس کا وہاں اعلان کیا اور یہ اخباروں میں بھی آ گیا اور پھر انہی صاحب کو جن کے دستخط سے کونسل آف چرچز کی طرف سے دعوت نامہ ملا تھا وہاں کے مشنری انچارج عزیز بشیر رفیق صاحب کی طرف سے خط گیا کہ ہمارے امام نے آپ کا

دعوت نامہ قبول کر لیا ہے

اور وہ اس قسم کی بحث یا تبادلۂ خیال کا انتظام کریں گے لیکن بڑا لمبا عرصہ گذر گیا اس کا کوئی جواب نہیں آیا۔ کانفرنس کے آخری دن ۴ جون کو میں نے یہ اعلان کیا تھا پھر اُن کو ایک یاددہانی کروائی گئی اور اس یاددہانی کا جواب دس پندرہ دن کے بعد ایک اور دستخط سے یہ آیا کہ اُن صاحب نے جن کے دستخط سے دعوت نامہ آیا تھا مجھے یہ کہا ہے کہ میں ان کی طرف سے آپ کو یہ جواب لکھ دوں کہ چونکہ انہیں اسلام کے متعلق کچھ بھی معلوم نہیں اس لئے آپ نے جو پوائنٹس، جو نکات اُٹھائے ہیں اُن کے متعلق جب تک وہ ان پادریوں سے مشورہ نہ کر لیں جو اسلام کے متعلق معلومات رکھتے ہیں اُس وقت تک وہ جواب نہیں دے سکتے ان سے مشورہ کرنے کے بعد آپ کو جواب دیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے

ساری دُنیا میں جماعت پھیلی ہوئی ہے

ساری دُنیا میں ہمارے جو مبلّغ ہیں انہیں میں نے لکھا کہ چونکہ دعوت کے جواب میں میں نے کیتھولکس کو بھی شامل کیا ہے اِس لئے آپ بڑے پیار کے ساتھ انہیں تبادلۂ خیال کے لئے بُلائیں۔ اپنے جواب میں بھی میں نے لکھا تھا کہ پیار کے ساتھ اور امن قائم رکھتے ہوئے اِس قسم کے تبادلۂ خیالات ہونے چاہئیں۔ چنانچہ کیتھولک بشپس کو بھی دُنیا کے مختلف حصّوں میں لکھا گیا اور ان کا ردِّ عمل یہ تھا کہ اکثر نے جواب ہی نہیں دیا جنہوں نے جواب دیا ان میں سے ایک جاپان کے کیتھولک بشپ ہیں، ایک برلن کے کیتھولک بشپ ہیں اور بعض اور ہیں جن کے علاقوں کے نام مجھے یاد نہیں۔ انھوں نے صاف طور پر لکھ دیا کہ مسیح کی خدائی ہمارا پختہ عقیدہ ہے اِس لئے اِس معاملہ پر ہم آپ سے کسی قسم کی بات کرنے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں۔

عقل ہمیں یہ کہتی ہے کہ تبادلۂ خیال کرنے کی ضرورت اُسی وقت پڑتی

ہے جب دو گروہوں کے پختہ عقائد میں تضاد پایا جائے یا اختلاف پایا جائے۔ اگر ساری دنیا ایک عقیدے پر متفق ہو جائے تو تبادلۂ خیال کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اپنے جواب میں بھی میں نے یہی کہا تھا کہ تمہارا پختہ عقیدہ یہ ہے کہ تین خدا ہیں اور مسیح ان میں سے ایک ہے۔ اور

ہمارا عقیدہ

یہ ہے کہ خدا کی وحدانیت اس عالمین کی بنیاد ہے۔ اب یہ دو متضاد عقائد ہیں۔ پس ہمارا مذہبی اختلاف ہوگیا۔ ہمیں پیار کے ساتھ بیٹھ کر ایک دوسرے کو دلائل دے کر سمجھانا چاہیئے لیکن اس کا جواب یہ دیا کہ چونکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے اسلئے ہم بحث نہیں کرتے۔ بہرحال انہوں نے اِس طرح چھٹکارا حاصل کر لیا اور میرا یہ خیال نہیں کہ کونسل آف چرچز بھی اِس بات پر آمادہ ہو۔ یہ میں اِس لئے کہتا ہوں کہ اس وقت کی دنیا میں تھوڑے بہت

عقل کے تقاضے

بھی مانے جانے لگ گئے ہیں یعنی دنیا کہتی ہے کہ ہمیں عقل کے کچھ نہ کچھ تقاضے تو پورے کرنے چاہئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات کھول کر بیان کی ہے وہ یہ کہ بعض باتیں بالائے عقل ہوتی ہیں اور ہم انہیں مانتے ہیں۔ مثلاً خدا تعالیٰ کی صفات کا اور ان صفات کے جلووں کا احاطہ کر لینا عقل کی طاقت میں نہیں ہے بلکہ یہ بات بالائے عقل ہے اور بعض باتیں خلافِ عقل ہوتی ہیں، عقل کہتی ہے کہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ پس یہ دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں مثلاً یہ کہنا کہ یہ تین انگلیاں تین بھی ہیں اور ایک بھی ہے یہ خلافِ عقل ہے بالائے عقل نہیں ہے۔ میں جب یہ کہتا ہوں کہ وہ تبادلۂ خیال نہیں کریں گے تو یہ اِسلئے کہتا ہوں کہ

آج کی دنیا میں

عقل نے یہ منوا لیا ہے کہ کچھ نہ کچھ تو میری بھی مانو اور اگر وہ عقل کی مانیں تو انہیں اپنے عقائد چھوڑنے پڑتے ہیں اور ان لوگوں کو اپنی کمزوری کا بے حد احساس پیدا ہو چکا ہے۔

اَب میں وقت اور مکان ہر دو کے لحاظ سے تھوڑی سی چھلانگ لگا کر آپ کو سٹاک ہالم (جو سویڈن کا دار الحکومت ہے) لے جاؤں گا۔ ہم جون کو تبادلۂ خیال والی بات شروع ہوئی تھی اور یہ جولائی کے آخر کی بات ہے کہ میں سٹاک ہالم میں تھا تو وہاں پریس کانفرنس میں ایک پادری صاحب بھی تشریف لے آئے۔ ہمیں یہ پوچھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی کہ کسی عیسائی اخبار سے ان کا تعلق تھا یا نہیں تھا۔ وہ آئے تھے، آئیں تشریف رکھیں، باتیں ہوں گی۔

میری یہ عادت ہے

کہ میں پریس کانفرنس میں سوائے اسلام کی باتوں کے اور کوئی بات نہیں کرتا۔ سیاست کی بات میں اِس لئے نہیں کرتا کہ نہ میں سیاسی آدمی ہوں اور نہ جماعتِ احمدیہ کو سیاست سے کوئی غرض ہے اور وہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کوئی سیاسی بات شروع ہو جائے تا کہ اگر اخبار میں کچھ دینا چاہیں تو جو سیاسی باتیں ہوں ان کا ذکر کر دیں اور اسلام کے متعلق کچھ بھی نہ لکھیں۔ اور میں نہیں چاہتا کہ ان کو ایسا کرنے دیا جائے۔ جب میں صرف اسلام کی بات کروں گا تو یا تو وہ کچھ بھی نہیں لکھیں گے اور اگر لکھیں گے تو اسلام کے متعلق ہی لکھیں گے۔ میں نے باتیں شروع کر دیں۔ جس طرح دینی تعلیم دینے کے لئے

ہمارا جامعہ احمدیہ

ہے اسی طرح ان کی اپنی یونیورسٹیاں ہیں جہاں وہ پادریوں کو مذہبی تعلیم دیتے ہیں۔ وہ پادری صاحب کہنے لگے کہ میں وہاں کا گریجوایٹ ہوں یعنی بہت تعلیمیافتہ پادری تھے مجھے خود ہی پوچھنے لگے کہ آپ کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے صلیب سے زندہ اُتارے گئے آپ کے پاس اس کی کیا دلیل ہے میں نے بتایا ہے نا کہ میں سوائے اسلام کے اور کوئی بات ہی نہیں کرتا۔ انہوں نے خود ہی بات چھیڑ دی۔ میں نے انہیں کہا کہ مجھ سے دلائل مت پوچھو

حضرت مسیح علیہ السلام کے حواری

تمہیں پہلے ہی کافی دلائل دے چکے ہیں۔ میں نے کہا کہ حواریوں کا یہ بیان ہے کہ صلیب پر چڑھائے جانے کے کئی دن بعد حضرت مسیح پیدل ان کے ہم سفر ہوئے کئی میل کا سفر کیا، تھک گئے اور تھکاوٹ کے آثار دیکھ کر حواریوں نے کہا کہ آگے نہ جائیں بلکہ رات ہمارے ساتھ گذاریں اور آرام کریں۔ اِس سفر میں وہ بھوک سے اتنے نڈھال ہو گئے کہ مانگ کر ان سے کھانا کھایا اور انجیل کہتی ہے کہ حواریوں نے مچھلی اور شہد ان کے سامنے پیش کیا اور انہوں نے وہ کھایا۔ غرض پیدل چلے تھک گئے، بھوک لگی کھانا کھایا، رات وہاں سوئے کیا وہ خدا تھے؟ اور یہ صلیب پر چڑھائے جانے کے

کئی روز بعد کا واقعہ

ہے اور یہ انجیل میں لکھا ہے اور حواریوں نے اسے بیان کیا ہے تو اس کے جواب میں مجھے کہنے لگا کہ او ہو آپ تو بات ہی نہیں سمجھتے۔ بات یہ تھی کہ وہ اپنی مرضی سے کبھی رُوح بن جاتے تھے اور کبھی مادّی جسم میں حلول کر جاتے تھے۔ میں نے کہا کہ یہ کوئی THEATRICAL PERFORMANCE یعنی کوئی تماشا تو نہ تھا۔ میں نے کہا کہ اگر تماشا دکھانا تھا تو انہی کو کیوں دکھایا تمہیں آکر کیوں نہیں دکھایا۔ دو ہزار سال سے ایسا کرتے آتے کہ اپنی مرضی سے کبھی رُوحانی جسم اختیار کر لیتے اور کبھی مادی جسم اختیار کر لیتے۔ خیر

اس پر وہ چُپ ہو گیا

پھر میں نے اسے کہا کہ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ ایک طرف تو تم انہیں خدا کہتے ہو اور دوسری طرف تمہارے بہت سے فرقے یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے خدائی کے باوجود تین دن اور تین راتیں جہنم میں گزاریں HELL میں گزاریں۔ پہلا سوال تو یہ ہے کہ وہ HELL تھی کہاں جہاں انہوں نے تین دن رات گزارے؟ اگر وہ کوئی اور جواب دیتے تو میں اس کے لئے تیار تھا اور میرے ذہن میں تھا کہ وہ کوئی اور جواب دیں گے مگر میرے اِس سوال پر کہ وہ HELL کہاں ہے انہوں نے جواب دیا کہ

HELL IS DOWN DOWN DOWN.

کہ HELL نیچے نیچے ہے۔ جب انہوں نے یہ جواب دیا تو مَیں نے اپنی مٹھی آگے کی اور کہا کہ فرض کر و یہ کُرّۂ ارض ہے اور ہم یہاں ہیں۔ تم کہتے ہو کہ HELL IS DOWN DOWN DOWN. اور نیچے یہ یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ ہے تو کیا حضرت مسیح علیہ السلام نے

تین دِن رات جہنّم میں

امریکہ میں گزارے تھے تو جواب دیا کہ ممکن ہے وہیں گزارے ہوں۔ ان کی یونیورسٹی کا گریجوایٹ اس قسم کے جواب دے رہا ہے۔ اس سے مَیں سمجھ گیا کہ اس وقت یہ لوگ بڑے پریشان ہیں کہ یہ کیا ہو گیا۔ خود ہی دعوت دے دی اور کیتھولکس کے متعلق تو مجھے پتہ تھا پندرہ بیس سال سے مجھے علم ہے کہ انہوں نے کیتھولکس کو یہ کہا ہوا ہے کہ نہ کسی احمدی سے بات کرو اور نہ کسی سے کوئی کتاب لے کر پڑھو۔ ان سے بات ہی نہیں کرنی۔

لندن کے اخبارات پر چرچ نے بہت دباؤ ڈالا۔ پریس ریلیز سے پہلے انہوں نے کافی لکھا تھا۔ ڈیلی ٹیلیگراف نے تو اپنے

رنگین سنڈے ایڈیشن

میں ایک لمبا چوڑا مضمون لکھ دیا اور اس میں ہمارے عقائد بھی پوری طرح بتا دیئے۔ کچھ عیسائیوں کے عقائد بھی بتا دئے۔ آگے سمجھنے والے خود ہی فیصلہ کرینگے۔ دیگر اخبارات نے بھی لکھا لیکن اس پریس ریلیز کے بعد لندن کے اخبارات نے کچھ نہیں لکھا۔ بعض لوگوں نے اسے محسوس بھی کیا لیکن ہمیں اس سے کیا کہ کوئی لکھتا ہے یا نہیں ہم نے تو اسلام کی صداقت کے اظہار کے لئے تدبیر کرنی ہے اور اس کے نتائج نکالنا نہ میرا نہ تیرا کسی کا کام نہیں خدا تعالیٰ بغیر ہماری تدبیر کے بھی نتائج نکالتا ہے۔

خدا تعالیٰ کا اِس زمانے میں یہ منصوبہ ہے

کہ اسلام کو ساری دُنیا میں غالب کرے گا ہم تو ثواب حاصل کرنے کے لئے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنی غریبانہ طاقت کے مطابق کوئی کام کر دیتے ہیں اور وہ اپنے فضل سے اسے قبول بھی کرتا ہے اور نتائج بھی نکالتا ہے لیکن لندن کے علاوہ انگلستان کے اخباروں نے چار چار صفحے بھی لکھے، سپلیمنٹ نکالے، چھوٹے نوٹ بھی لکھے۔ نیز باہر والوں نے بھی نوٹ لکھے۔ وہاں انگریزوں کی ایک ایجنسی ہے جس کا کام اخبارات وغیرہ میں خبریں شائع کرانا اور اعداد اکٹھے کرنا ہے۔ ان کی رپورٹ یہ تھی کہ اس وقت تک ریڈیو اور اخبارات کے ذریعے

چودہ کروڑ انسانوں تک

وہ آواز پہنچ چکی ہے جو ہم پہنچانا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا ہے اور اس میں وہ اخبار شامل نہیں ہیں جو مثلاً افریقہ میں چھپے اور جن کے تراشے ہمارے پاس پہنچ چکے ہیں۔ نائیجیریا میں عیسائیوں کے ایک اخبار نے چار صفحے کا ضمیمہ دیا۔ اِسی طرح ساؤتھ امریکہ کے ایک اخبار میں بھی نوٹ شائع ہوُا ہے جس کی خبر ابھی صرف ایک شخص کو آئی ہے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس کا تراشہ بھی مل جائے اِسی طرح جاپان کے کئی اخباروں نے نوٹ دیئے اور ان میں خط و کتابت بھی شائع ہوئی۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے چھوٹی سی جماعت ہے ہماری تو کوئی طاقت ہی نہیں لَا فَخْرَ ہی ہے اپنی طاقت پر گھمنڈ نہیں۔ جب لندن میں یہ بات ہوئی تو عطاء المجیب صاحب نے جو جاپان میں ہمارے مبلغ ہیں اخبار میں یہ ساری تفصیل دے دی کہ انہوں نے دعوت دی اور یہ جواب ہے اور ہمارے عقائد یہ ہیں کہ مسیح صلیب سے زندہ اُتارے گئے تھے اور مرہم عیسیٰ کا بھی ذکر کیا یعنی اس پہ اپنا ایک چھوٹا سا نوٹ دے دیا۔ بعد میں کسی نے اس کی تائید میں بھی لکھا لیکن بہت سے لوگوں نے غصے میں لکھا کہ غلط عقائد ہیں اور تم شائع کر رہے ہو۔

اخبار کے اندر اچھی خاصی بحث

شروع ہو گئی۔ پہلے ان کا خط شائع ہوُا پھر اس کا جواب دیا گیا پھر اخبار نے اِن کو کہا کہ جواب دینا ہے تو دے دو چنانچہ انہوں نے جواب دیا۔ جب اسی طرح دو چار دفعہ ہو چکا تو اخبار نے یہ فیصلہ کیا کہ اب اِس بحث کو بند کرنا چاہیئے کافی لمبی ہو گئی ہے لیکن انہوں نے عطاء المجیب کو کہا کہ ہم اس بحث کو بند کر رہے ہیں اب تم نے جو لکھنا ہے وہ ہمیں بھیج دو وہ ہم شائع کریں گے اور اس کے نیچے لکھ دیں گے کہ آئندہ اِس بارہ میں ہم کچھ شائع نہیں کریں گے یعنی اخبار نے پھر ہمیں موقع دے دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ہمارا تو کوئی زور نہیں چلتا ابھی نیا مشن ہے اور اس کی کوئی ایسی آواز بھی نہیں مگر خدا تعالیٰ کو تو اس کی تدبیر میں کوئی انسان ناکام نہیں کر سکتا۔

اِس کانفرنس کا اثر

باہر کی جماعتوں پر بڑا خوشکن ہوُا ہے۔ میرے کہے بغیر سارے امریکہ کی مجلس عاملہ نے جو وہیں کے باشندوں پر مشتمل ہے اپنے سر جوڑے اپنی میٹنگ کی اور یہ فیصلہ کیا کہ یہ جو بہت بڑا پراپیگنڈہ ہو گیا ہے، دُنیا گند کے اندر پھنسی ہوئی ہے اِس لئے اب یہ بار بار ہونا چاہیئے اور دُنیا کے کانوں تک یہ آواز بار بار جانی چاہیئے اِس لئے دو سال کے بعد امریکہ کی جماعتیں اِس قِسم کی کانفرنس امریکہ میں کروائیں اور اس سے پہلے انہوں نے اِس سلسلے میں پراپیگنڈہ کرنے کے لئے نمونے کے طور پہ ایک اَور چھوٹا سا منصوبہ بنایا ہے تو انشاء اللہ دو سال کے بعد وہاں بھی کانفرنس ہو جائے گی۔

امریکہ کا قومی مزاج

بھی اور وہاں کے اخبارات اور ریڈیو اور ٹیلیویژن کا مزاج بھی انگلستان اور CONTINENT کے مزاج سے مختلف ہے۔ وہ چرچ کا دباؤ جلدی قبول نہیں کرتے۔ اگر LOBBYING زیادہ ہو جائے تو قبول کر لیتے ہیں لیکن اتنی جلدی قبول نہیں کرتے جتنی جلدی مثلاً میرے خیال میں لندن کے اخباروں نے کیا۔ اگرچہ وہ اس سے انکار کرتے ہیں لیکن ان کے چُپ رہنے کی کوئی اَور وجہ نہیں تھی۔ مَیں جب ۷۶ء میں نیویارک گیا تو وہاں پریس کانفرنس میں ایک T.V. (ٹی۔ وی) والے بھی آئے ہوئے تھے۔ وہاں T.V. (ٹی۔ وی) پرائیویٹ ہے وہ اپنے پیسے کماتے ہیں اور بڑے پیسے کماتے ہیں ان کے نرخ بہت زیادہ ہیں ایک منٹ کے دو ہزار ڈالر یعنی بیس ہزار روپیہ لیتے ہیں۔ خیر وہ پریس کانفرنس میں آئے اور T.V. (ٹی۔ وی) کے لئے تصویریں بھی لیتے رہے اور ان کی ٹیم کا انچارج جو

پڑھا لکھا آدمی تھا گفتگو بھی کرتا رہا اور اس رات کو یا شاید اگلی رات کو انہوں نے آدھے گھنٹے کی T.V. (ٹی وی) دکھا دی۔ گویا ۶۰ ہزار ڈالر یعنی چھ لاکھ روپیہ کی۔ اگر ہم ان کو کہتے کہ اتنی دیر دکھاؤ تو وہ کہتے کہ چھ لاکھ روپیہ نکالو تب دکھائینگے پس

خدا نے یہ تدبیر کر دی

اور وہاں کے اخباروں نے بڑے لمبے نوٹ دیئے۔ مَیں تو آرام آرام سے اور پیار کے ساتھ اسلامی تعلیم ان کو بتاتا ہوں اور اسلامی تعلیم میں آپ یاد رکھیں بڑا ہی حُسن ہے اور بڑی ہی قوّتِ احسان ہے۔ ان کو سمجھانا چاہیئے کہ دیکھو کس طرح قرآن کریم کی شریعت تم پر احسان کر رہی ہے۔ خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے تمہاری بھلائی اور تمہاری شرافت کا اور ساری دُنیا کو زمین سے اُٹھا کر آسمانوں تک لے جانے کا جو منصوبہ بنایا ہے اس کے اندر یہ یہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ اتنا اثر ہوتا ہے اُن پر کہ آپ احمدی بھی یہاں گھر بیٹھے اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ اُن سے جا کر باتیں کریں تو تب پتہ لگتا ہے۔ ابھی مَیں مختصر کچھ باتیں بتاؤں گا پھر اگلے خطبوں میں جتنا وقت ملے گا بتاتا جاؤں گا۔ اِس وقت مَیں ایک حصّہ بتا رہا ہوں جس کا تعلق کانفرنس کے ساتھ ہے۔

اِس "کانفرنس" میں سب سے آخر میں مَیں نے بولنا تھا اور

میرے لئے مسئلہ یہ تھا

کہ سوائے دعا کے اَور مَیں کچھ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اگر اس کو ایک کتاب کہیں تو کتاب کے بہت سے باب ہوتے ہیں اور مجھ سے پہلے کسی نہ کسی مقرر نے ان ابواب کے عنوان کے ماتحت چھوٹے سے چھوٹے مضمون کو بھی تفصیل سے بیان کر دیا تھا۔ آخر میں میری باری تھی مَیں نے بڑی دعا کی، بڑی دعا کی۔ دعا کی توفیق بھی خدا تعالیٰ دیتا ہے۔ دعا یہاں سے شروع ہوئی کہ دماغ کُھلتا ہی نہیں تھا بعض دفعہ یوں بھی ہوتا ہے۔ دماغ بند تھا کئی کئی گھنٹے لگاؤں لیکن ایک لفظ بھی نہ لکھا جائے اور نہ لکھوایا جا سکے۔ کچھ سمجھ نہ آئے کہ کیا معاملہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے دعائیں کروائی تھیں آخر وہ وقت بھی آیا کہ خدا تعالیٰ نے ان دعاؤں کو قبول کر لیا چنانچہ ایک دن ایک منٹ میں خدا تعالیٰ نے دماغ کھول دیا۔ پہلے مَیں فرینکفرٹ میں قریباً بیس بائیس دن رہا تھا وہاں بھی دماغ نہیں کُھل رہا تھا مَیں نوٹ لکھتا تھا لکھواتا تھا لیکن تسلّی نہیں ہوتی تھی آخر جب

خدائے عزیز و کریم کا فضل

نازل ہوُا اور مَیں نے مضمون مسلسل لکھوانا شروع کر دیا اور خدا نے بڑا فضل کیا کہ وہ ایسا مضمون ہو گیا جس قسم کا مَیں خدا کے فضل سے امید رکھتا تھا کہ مجھے عطا ہو جائے گا۔ اِس سلسلہ میں ایک بات خدا تعالیٰ نے میرے ذہن میں یہ ڈالی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہی "کفنِ مسیح" کے متعلق عیسائی دُنیا میں بحث چل پڑی تھی۔ ویسے تو یہ دیر سے کفن دکھا رہے ہیں لیکن انیسویں صدی میں بھی انہوں نے دو تین دفعہ اس کی زیارت کروائی اور ستّر ستّر اسّی اسّی لاکھ آدمی ہر زیارت پر وہاں گئے اور انہوں نے زیارت کی اور اخباروں میں اس کا چرچا ہوُا۔ سب کچھ ہوُا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے عیسائی عقائد کے متعلق اتنا مواد اکٹھا کرنے کے باوجود کہ یہ عقائد مسیحؑ کی شان کے خلاف ہیں، یہ عقائد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے خلاف ہیں، یہ انسانی عقل کے خلاف ہیں، یہ بُنیادی حقائق عالمین کے خلاف ہیں، آپؑ نے کفنِ مسیحؑ کا کہیں نام بھی نہیں لیا۔ مَیں فرینکفرٹ میں ہی تھا کہ خدا تعالیٰ نے میرے ذہن میں یہ ڈالا کہ اس کو بالکل اہمیت نہیں دینی۔ آجکل اسے بہت اہمیّت دی جا رہی ہے اور ہمارے بعض مضمون نگاروں نے بھی وہاں دی لیکن میری آخر میں باری تھی

مَیں نے یہ موقف اختیار کیا

کہ جہاں تک SHROUD OF TURIN یعنی اس کفنِ مسیحؑ کا تعلق ہے جو انہوں نے ٹیورن میں رکھا ہوُا ہے ہمارے نزدیک اسے کوئی اہمیّت نہیں دینی چاہیئے اِس لئے کہ اگر یہ محفوظ نہ رہتا اور مرورِ زمانہ اسکی یاد بھی انسان کے دماغ سے مٹا دیتا تب بھی ان دلائل پر جو ہمارے پاس موجود ہیں کوئی اثر نہ پڑتا لیکن اصل میں جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے مجھے یہ بتایا گیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے اس کو اہمیّت نہیں دی اور آپؑ کے نائب یعنی خلیفۂ وقت کو بھی نہیں دینی چاہیئے۔ چنانچہ مَیں نے کہا کہ لوگ اسے بھُول ہی جاتے اور چودہ (۱۴) فٹ لمبی یہ چادر جو ہے اگر تباہ ہو جاتی تو کیا فرق پڑنا تھا۔ ہمارے پاس

بڑے زبردست دلائل

موجود ہیں یہ معاملہ تو چرچ کو طے کرنا چاہیئے کہ اگر یہ بناوٹ تھی تو انہوں نے اس پر ماننے والوں کے اربوں روپے کیوں خرچ کروا دیئے کہ جو اس کو مقدّس سمجھتے ہوئے دُنیا کے کونے کونے سے اس کی زیارت کرنے کے لئے آئے اور اگر یہ واقعی اصلی ہے تو ایک اَور دلیل مِل جائے گی اور ہمارے پاس تو ہزاروں دلائل پہلے سے موجود ہیں اس کی کوئی ایسی اہمیّت نہیں۔

جب ہماری اِس کانفرنس کا چرچا ہوُا جو ہم ۲۔۳۔۴ جون کو کر رہے تھے تو اس سے پہلے چرچ کا یہ اعلان شائع ہو چکا تھا کہ مئی کے شروع میں سائنسدان کفنِ مسیحؑ کا سائنسی تجزیہ کریں گے اور معلومات حاصل کریں گے تصویریں لیں گے، اس کی عمر معلوم کریں گے۔ ان کو خدا تعالیٰ کے ایک نئے قانون کا پتہ لگا ہے جس سے عمر معلوم ہو جاتی ہے اور وہ تجربہ قریباً قریباً بتا دیتا کہ اس پر ساڑھے انیس سَو اور ساڑھے بیس سَو سال کے درمیان زمانہ گذر چکا ہے چرچ نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ یہ تحقیق ہو گی لیکن جس وقت ہماری اِس

کانفرنس کا چرچا

ہوُا تو اعلان ہو گیا کہ وہ غیر معیّن عرصہ کے لئے ملتوی کر دی گئی ہے اور تو کیا تیار تھے، سائنسدان تیار تھے۔ انہوں نے اس کے لئے انتظام کیا ہوُا تھا اور پیسے خرچ کئے ہوئے تھے۔ امریکہ کی ایئر فورس کے سائنسدان بھی آ رہے تھے کیونکہ ایئر فورس کے لئے بہت سی نئی ایجادات ہوئی ہیں جن کو انہوں نے یہاں استعمال کرنا تھا۔ غرض چوٹی کے ماہرین سائنسی تحقیق کے لئے آ رہے تھے اور انہوں نے آرام سے کہہ دیا کہ وہ نہیں ہو گی۔ ہم نے کہا ایک تو اثر ہوُا انا چہ مَیں نے یہ بھی

سوچا کہ ممکن ہے کہ یہ بھی شرارت ہی کی ہو کہ ہم زور دیں کہ بس ہمارے دلائل کا سارا انحصار ہی "کفنِ مسیح" پر ہے اور وہ تو ان کے ہاتھ میں ہے وہ بعد میں کہہ دیں کہ وہ تو ہے ہی FAKE اور مصنوعی اور بناوٹی چیز۔ کسی نے عیسائیت کے ساتھ دجل کیا ہے۔ یہ چادر تو اُس وقت کی ہے ہی نہیں اور پھر وہ سمجھیں گے کہ ہمارے سارے دلائل ختم ہو جائیں گے۔ ہم نے کہا کہ

ہم یہ دلیل ہی نہیں لیتے

اور تھوڑے دلائل ہیں! اب میرے آنے سے چند دن پہلے مجھے امریکہ سے ایک اقتباس آیا ہے جس میں انہوں نے اعلان کیا ہے کہ اکتوبر میں (جبکہ کانفرنس کو کئی ماہ گذر چکے ہیں) سائنسی تحقیق ہو گی لیکن اس کی شکل یہ ہو گی کہ وہ تجربہ (کاربن ۱۴ کا) جو عمر معلوم کرنے کے لئے کرنا تھا وہ نہیں ہو گا اور بہانہ یہ کیا ہے کہ اس کی ٹیکنیک ابھی زیادہ اعلیٰ درجے کی نہیں ہے ہم انتظار کرتے ہیں جب وہ پوری طرح DEVELOP ہو جائے گی تو پھر یہ تجربہ کریں گے۔ اس کپڑے پر حضرت مسیحؑ کی تصویر بھی آ گئی ہے۔ حضرت مسیحؑ کے چہرے پر بھی زخم تھے آپ اپنے زمانہ کے بڑے مظلوم انسان تھے۔ آپ کے سارے جسم پر مرہم لگانی پڑی تھی اور اس کی وجہ سے اس کپڑے پر آپ کے نقوش نیگیٹو کی شکل میں آ گئے ہیں چنانچہ اب لوگوں نے پہلی دفعہ

حضرت مسیحؑ کی اصل شکل

دیکھی ہے۔ یونانی چرچ اور اٹیلین چرچ نے دو مختلف شکلیں بنائی ہوئی تھیں اور وہ دونوں غلط ثابت ہوئی ہیں۔ بہرحال انہوں نے یہ اعلان کیا ہے کہ اکتوبر میں تحقیق ہو رہی ہے معلوم ہوتا ہے کہ کسی طرف سے ان پر دباؤ پڑا ہے کہ جماعتِ احمدیہ اتنا شور مچا رہی ہے اور تم نے ان کو ایک اور ہتھیار دے دیا ہے کہ تم ڈر کے مارے کہتے ہو کہ ہم نے سائنسی تحقیق نہیں کروائی۔ یہ میرا خیال ہے صحیح ہے یا غلط اللہ بہتر جانتا ہے۔ اِس

دوسری سائنٹیفک تحقیق

کے لئے کم و بیش پچاس سائنسدان آ رہے ہیں امریکن چوٹی کے ماہرین بھی آ رہے ہیں۔ ساؤتھ امریکہ جو کہ پکا کیتھولک ہے وہاں کا ایک سائنسدان بھی انہوں نے شامل کر لیا ہے۔ ٹھیک ہے شامل کر لو لیکن اصل اعلان یہ ہے کہ ٹیورن میں وہ جو تحقیق کریں گے تصویریں لیں گے اور تجربے کریں گے اس کا نتیجہ تیس سال کے بعد بتایا جائے گا۔ تحقیق آج کر رہے ہو اور نتیجہ تیس سال کے بعد بتاؤ گے اس میں کیا حکمت ہے۔ بہرحال ایک فائدہ یہ ہوا ہے کہ اس طرح انہوں نے اپنی کمزوری کا اعلان کر دیا ہے اگر تمہیں دلیری ہوتی تو تم کہتے کہ یہ بھی کر کے دیکھ لو۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر یہ فرمایا ہے کہ

حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر

سرینگر محلہ خانیار میں ہے۔ ہم نے کبھی یہ نہیں کہا کہ نہ نہ اسے کھودنا نہ کہ ہمیں یہ وہم ہو کہ اگر اسے کھود دیا گیا تو اندر سے کچھ اور نکل آئے گا جیسے کہ لوگ اب یہاں تک پہنچے ہوئے ہیں کہ جب میں انگلستان میں تھا تو ہندوستان میں کسی نے یہ خبر چلا دی کہ وہ قبر کھود دی گئی اور اندر سے گدھے کی قبر نکلی۔ یہ بات ہندوستان کے کسی اخبار میں چھپ گئی۔ حالانکہ قبر بالکل نہیں کھودی گئی۔ پریس کانفرنس میں مجھ سے پوچھتے بھی رہے اور میں کہتا رہا ہوں کہ ضرور کھودنی چاہیئے۔ ہم نے وہاں ریزولیوشن بھی پاس کیا تھا۔ اس کی تحقیق ہونی چاہیئے۔ کھودنے کا یہ مطلب نہیں ہے وہ قبر کھودی جائے بلکہ وہاں جو ہمیں قبر نظر آتی ہے وہ مصنوعی حصہ ہے اصل قبر نیچے ہے۔

یہ پُرانا طریق ہے

کہ اصل قبر سے آٹھ دس فٹ اُوپر ایک کمرے میں اسی شکل کی ایک مصنوعی قبر بنا دیتے تھے۔ یہ جو قبر ہے اس کی دیواروں پر جہاں چراغ رکھنے کے لئے جگہ بنی ہے وہ لکڑی کی صلیب ہے۔ کسی خانقاہ میں کسی مسلمان کی قبر پر صلیب بنا کر دیا نہیں رکھا جاتا لیکن وہاں پُرانی صلیب بنی ہوئی ہے اور اُس پر دیئے رکھے جاتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ بیس سو سال میں کئی دفعہ مرورِ زمانہ سے مقبرے کی عمارت مرمّت طلب ہوئی ہو گی اور مرمّتیں ہوئی ہوں گی، اسلام سے پہلے بھی اور اسلام کے بعد بھی۔ لیکن وہ صلیب کا نشان بتا رہا ہے کہ یہ کسی مسلمان کی قبر نہیں ہے۔

غرض یہ کانفرنس خدا کے فضل سے بڑی کامیاب رہی لیکن یہ نہیں کہ یہ کافی ہے بلکہ یہ

ہم نے ایک اور قدم آگے بڑھایا ہے

اور اس کے بعد بہت سے اور قدم آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ جب تک دُنیا میں عیسائی موجود ہیں ان کو اسلام کی طرف لانا ان کی خیر خواہی کے لئے تاکہ وہ خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کریں۔ ہماری یہ جدّوجہد اور یہ جہاد تو جاری رہنا چاہیئے اور جاری رہے گا۔ ابھی تو یورپ میں چند ایک لوگ ہی اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ ہم نے CENSUS تو نہیں کروایا لیکن مغربی افریقہ میں ہمارے جس قدر احمدی ہیں ان کی تعداد کو مدِّنظر رکھتے ہوئے میرا یہ اندازہ ہے کہ جماعتِ احمدیہ کی کوششوں میں خدا نے برکت ڈالی اور ان کوششوں کے نتیجہ میں

پانچ لاکھ سے زیادہ عیسائی مسلمان ہو چکے ہیں

یہ میں ان کے بچوں وغیرہ کو شامل کر کے کہہ رہا ہوں۔ پانچ لاکھ بالغ مرد مُراد نہیں اور یہ عیسائیت کو ہلا دینے والی بات ہے۔ اس وہم سے بھی وہ بڑے گھبرائے ہوئے ہیں۔

بعض بہت پڑھے لکھے لوگوں سے بھی ملاقات ہوتی ہے۔ یورپ کے ایک حصے کو یہ احساس پیدا ہو چکا ہے کہ اسلام کی تعلیم بہت حسین ہے۔ میں جب بھی غیر ممالک کے دورہ پر جاتا ہوں ان کو یہ سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں کہ اسلام جو کچھ انہیں پیش کرتا ہے وہ اُس سے بہتر ہے جو اُن کے پاس موجود ہے اور اس کے بغیر ہم اُن کو اسلام کی طرف متوجّہ ہی نہیں کر سکتے۔ پڑھے لکھے لوگ ہیں دُنیوی علوم میں سائنس میں ترقّی یافتہ ہیں چاند پر اُتر گئے ہیں آسمان کی خبریں لاتے ہیں، مادی عیش و عشرت کے بے تحاشا سامان پیدا کر لئے ہیں اِس لئے جب تک ہم اُن کو اِس بات کے سمجھانے میں کامیاب نہ ہو جائیں کہ اسلام جو چیز پیش کر رہا ہے وہ اس سے

بہتر ہے جو ان کے پاس ہے اس وقت تک وہ ہماری طرف توجہ ہی نہیں کریں گے وہ پاگل تو نہیں ہیں، ہم یہ سمجھتے ہیں (ہمیں تو اپنے آپ سے ہی غرض ہے اِس لئے آپ اپنی باتیں کیا کریں اوروں کی باتیں کرنا چھوڑ دیں) کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی جو تفسیر انسان کے ہاتھ میں دی ہے اسے چھوڑ کر ترقی یافتہ یورپ کو یہ سمجھایا ہی نہیں جا سکتا کہ جو کچھ اُن کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو اُن کے پاس موجود ہے۔ اِس بات کے لئے اُن پر تنقید بھی کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً فرینکفرٹ میں بڑی دلچسپ اور بہت لمبی

ڈھائی تین گھنٹے کی پریس کانفرنس

ہوئی تھی۔ پہلے تو مَیں نے اُن کو کہا کہ کوئی سوال کرو لیکن وہ سب چُپ ہو گئے پھر مَیں نے کہا کہ اچھا پہلے مَیں باتیں کرتا ہوں اور بعد میں تم سوال کرنا۔ مَیں نے انہیں کہا کہ یہ MODERN CIVILIZATION (ماڈرن سویلائزیشن) جس پر تمہیں فخر ہے اور دُنیا کے دوسرے خِطّوں میں بسنے والے بہت سے لوگ جو تمہارے ساتھ تعلق نہیں رکھتے تمہاری نقل کرنے میں بھی فخر محسوس کرتے ہیں THIS GREAT MODERN CIVILIZATION میں مجھے بہت سی بُنیادی کمزوریاں نظر آتی ہیں ان میں سے تین چار کمزوریاں مَیں نے اُن کو بتائیں۔ ایک کمزوری مَیں نے یہ بتائی کہ یہ سویلائزیشن، تمہاری یہ تہذیب معاف کرنا نہیں جانتی۔ مَیں جرمنی میں بول رہا تھا انہوں نے دو جنگیں لڑی ہیں اور دونوں میں ہی ان کے ساتھ بڑی زیادتی ہوئی ہے۔ مَیں نے کہا کہ تم نے دو جنگیں لڑی ہیں پہلی کو تو مَیں چھوڑتا ہوں دوسری جنگِ عظیم کو لے لیں اُس جنگ کے بعد تم پر بہت سا تاوان ڈالا گیا۔ تمہارے ملک میں چھاؤنیاں بنا لیں۔ تمہیں غلام بنا لیا تمہیں حقارت سے دیکھا۔ اِس بات کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے کہ جنگ میں تم نے یعنی جرمنوں اور ان کے ساتھیوں نے ALLIES (ایلائز) سے تعلق رکھنے والے انسانوں کو زیادہ تعداد میں قتل کیا یا انہوں نے تمہارے زیادہ آدمی مارے۔ جب جنگ ہو رہی تھی تو کسی ایک نے جیتنا تھا وہ جیت گئے اور تم ہار گئے لیکن تمہیں معاف نہیں کیا گیا اور

یہ تمہاری تہذیب کی کمزوری ہے

اس کے برعکس دُنیا میں یہ واقعہ بھی ہوا ہے کہ ایک شخص کو رؤسائے مکّہ نے ۱۳ سال تک مکّی زندگی میں اور پھر ہجرت کے بعد بھی ان کے پیچھے جا کر قریباً سات سال تک دُکھ پہنچائے۔ متواتر بیس سال تک انتہائی قِسم کے مظالم ان کے خلاف کئے گئے۔ HE HAD TO FACE THE WORST TYPE OF PERSECUTION. اور قریباً بیس سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ سامان پیدا کیا کہ آپؐ مکّے کی فصیلوں پر کھڑے تھے اور اہلِ مکّہ جو بیس سال تک مظالم ڈھاتے رہے تھے ان میں اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ میان سے اپنی تلواریں باہر نکال سکتے اور اس وقت محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں خدا تعالیٰ نے اتنی طاقت دی ہوئی تھی کہ آپؐ جو چاہتے ان سے سلوک کر لیتے لیکن آپؐ نے جو سلوک ان سے کیا وہ یہ تھا کہ

"جاؤ تم سب کو معاف کیا"

مَیں یہ بتا رہا ہوں کہ اِس طرح ہم اسلام کی خوبیاں اُن لوگوں کے سامنے رکھتے ہیں۔ چنانچہ مَیں نے دو چار اَور باتیں اُن کو بتائیں اور اس کے بعد پھر وہ سوال پوچھنے لگ گئے۔

سٹاک ہالم میں ایک صحافیہ پریس کانفرنس میں ذرا دیر سے آئی اور بیٹھتے ہی کہنے لگی کہ اسلام عورتوں کے متعلق کیا کہتا ہے۔ یورپ میں اسلام کے متعلق بڑا زہر پھیلایا ہوا ہے کہ اسلام عورت کو عزّت اور احترام کی نگاہ سے نہیں دیکھتا اس کے حقوق کو نہیں پہچانتا اور اس کے حقوق اسے نہیں دیتا وغیرہ۔ یہ تو اسلام کے دشمنوں کا کام ہے وہ انہوں نے کیا۔ مَیں نے اُسے کہا کہ چودہ سَو سال پہلے قرآن کریم میں اِن الفاظ میں اعلان کیا گیا ہے کہ عورت ہو یا مرد جو بھی اعمالِ صالحہ بجا لائے گا اس کو

ایک جیسا ثواب

ملے گا۔ کہنے لگی مجھے تو قرآن کریم کی آیت دکھائیں۔ ہوٹل میں ہمارے کمرے کے پاس ہی پریس کانفرنس ہو رہی تھی۔ مَیں نے اپنے بیڈروم سے قرآن کریم منگوایا اور اُس کو یہ آیت پڑھ کر سُنائی اور اس کا ترجمہ سُنایا۔ کہنے لگی کہ مجھے اِس کا ریفرنس نوٹ کروائیں کہ کس سُورت کی کونسی آیت ہے۔ چنانچہ وہ اُس نے نوٹ کیا۔ پھر مَیں نے ایک اَور آیت اُس کو بتائی اُسے بھی نوٹ کیا۔ پھر وہ سوال کرتی رہی اور مَیں بتاتا رہا کہ اسلام کی یہ تعلیم ہے۔ وہ جذباتی ہو رہی تھی لیکن میرے سامنے زیادہ نہیں ہوئی۔ جب ہم وہاں سے اُٹھے اور وہ کمرے سے باہر نکلی تو وہ آنسوؤں سے رو رہی تھی اور ہمارے ایک ساتھی کو کہنے لگی کہ مجھے یہ بتاؤ کہ

اِتنی حسین تعلیم

تمہارے پاس ہے اور تم اِتنی دیر کے بعد ہمارے پاس کیوں پہنچے ہو تمہیں پہلے آنا چاہیئے تھا۔

ہزاروں میں سے شاید ایک آدمی ہو جس کو یہ احساس پیدا ہوا ہے لیکن اِس کے ساتھ کام تو شروع ہو گیا۔ یہ خدا تعالیٰ نے ایک تدبیر کی ہے اب وہ اسکی طرف متوجہ ہوں گے۔ وہ لوگ اپنے سے نالاں ہیں ہر روز ایک حصّہ اُٹھتا ہے اور اپنی بُرائیاں بیان کر دیتا ہے۔ ایک دن ہمارے سامنے کھانے کے بارے میں پروگرام آ گیا کہ آدمی بیمار ہو رہے ہیں اور مَر رہے ہیں۔ اُس نے بتایا کہ ہمیں غلط قِسم کا کھانا دیا جا رہا ہے جو زہریلا ہے اور اس کی وجہ سے اتنے عرصہ میں ۱۲ ہزار آدمی مر چکا ہے اور پتہ نہیں کتنا بیمار ہوا ہے ہمیں اِس سلسلہ میں فکر کرنی چاہیئے۔ مَیں اُن کو بتاتا رہا ہوں اور یہ پوائنٹ بھی اُن کے سامنے لایا ہوں کہ یہ اِس وجہ سے ہے کہ قرآن کریم نے کھانے کے متعلق جو تعلیم دی ہے وہ اس پر عمل نہیں کر رہے اگر وہ

قرآن کریم کی تعلیم پر عمل

کریں تو کھانے کی وجہ سے اِس قِسم کی بیماریاں اور اَموات نہ ہوں۔ باقی جو انسان اِس دُنیا میں آیا ہے اُس نے بہرحال اِس دُنیا سے جانا ہے یہ تو نہیں ہے کہ قیامت تک سب نے زندہ رہنا ہے لیکن تکلیفیں اُٹھا کر اور بیماریوں میں اپنی زندگی کے دن گذار کر مرنے کی وجہ یہ ہے کہ انسان قرآن کریم کی تعلیم پر عمل نہیں کرتا۔ پھر ان قوموں میں دوسرے جھگڑے لڑائیاں اور سٹرائیکس وغیرہ بہت ہیں۔ مَیں اُن کو کہتا رہا ہوں کہ عجیب بات ہے کہ مزدور اپنے حقوق کے حصول کے لئے

سٹرائیک کرتا ہے لیکن اس مزدور کو یہ پتہ نہیں کہ اس کے حقوق ہیں کیا جن کو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یہ ہمیں اسلام بتاتا ہے۔ اِس طرح بات چھڑتی ہے۔ پھر ان کو بتاتے ہیں پھر وہ کہتے ہیں کہ اچھا! یہ حقوق ہیں۔ مَیں نے امریکہ میں ایک جگہ ان کو کہہ دیا کہ دیکھو تم میں سے کوئی شخص یہ جرأت نہیں کرے گا کہ وہ یہ کہے کہ اسلام کی یہ تعلیم غلط ہے اور ہمارا دماغ اِسے قبول نہیں کرتا۔ مَیں نے پہلے ان کو کہہ دیا اور پھر مَیں نے کہا کہ اب مَیں تعلیم بتاتا ہوں اور سب نے

اسلامی تعلیم کی عظمت

کو تسلیم کیا۔

پس اُن لوگوں کے دل میں ایک احساس پیدا ہوُا ہے اور میرے دل میں اس کے ردِّ عمل کے طور پر یہ احساس پیدا ہوُا ہے کہ بڑی اہم ذمّہ داری ہے جو ہم پر ڈالی گئی ہے۔ بڑے کٹھن مراحل ہیں جن میں سے ہمیں گذرنا ہے۔ پس تم آرام طلب زندگیاں نہ گذارو۔ ساری دُنیا کی ہدایت کی ذمّہ داری جماعت احمدیہ کے کندھوں پر ڈالی گئی ہے اس کے لئے جو کچھ کر سکتے ہو وہ کرو۔ سارا کچھ نہیں کر سکتے، یہ مَیں بھی جانتا ہوں اور آپ بھی جانتے ہیں، لیکن جو کچھ کر سکتے ہو وہ تو کرو۔ خدا نے یہ کہا ہے کہ جو کچھ کر سکتے ہو وہ کرو اور اگر وہ اس چیز کا

ایک کروڑواں حصّہ

ہوُا جو مطلوبہ نتائج پیدا کرنے کے لئے ہونا چاہیئے تو باقی سارا کچھ مَیں کرونگا اور اس سارے کا ثواب تمہیں دے دوں گا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے لئے تو کوئی ثواب نہیں مقرر کیا ہوُا وہ تو قادرِ مطلق اور خالقِ کُل ہے، ہر چیز اُسی کی ملکیت ہے اُس نے کسی سے کیا لینا ہے وہ تو بڑی عظمت اور جلال والا ہے کرے گا وہ اور ثواب آپ کو دے دے گا اور یہ گھاٹے کا سَودا تو نہیں ہے۔

غرض میرے دل میں یہ ردِّ عمل پیدا ہوتا ہے اور اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کو دیکھ کر بڑی گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے۔

دعائیں کرو

کہ اللہ تعالیٰ ساری جماعت کو کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور پھر ساری دُنیا کے لئے دعائیں کرو۔ یہ لمبا مضمون ہے مَیں انشاء اللہ اگلے خطبہ میں یا اس سے اگلے کسی خطبہ میں جب موقع ملا اسے بیان کروں گا لیکن اِس وقت مختصراً یہ کہوں گا کہ ساری دُنیا کے لئے دعائیں کرو، ہر مُلک کے لئے دعائیں کرو اور اپنے ملک کے لئے خصوصیّت سے دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ اِس مُلک کے استحکام کے سامان پیدا کرے اور یہاں کے لوگ آپس میں اخوّت اور بھائی چارے کے ماحول میں زندگی گذارنے والے ہوں اور جو

حسین معاشرہ

اسلام دُنیا میں پیدا کرنا چاہتا ہے جہاں وہ یورپ میں دوسرے ممالک میں پیدا ہوگا وہاں ہمارے مُلک میں بھی پیدا ہو۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

کُفر ٹوٹا خُدا خُدا کر کے

(محترم جناب قیس مینائی صاحب نجیب آبادی)

واہ کیا کہنے تیرے ساغر کے ❊ مئے تحقیق دی ہے بھر بھر کے

اے کہ! نائبِ رسُولِ اَنور کے ❊ اے مسیحِ زماں جزاکَ اللہ

رکھ دیا آپ نے وہ حل کر کے ❊ مسئلہ تھا جو تشنۂ تحقیق

کھُل گئے جوہر آئینہ گر کے ❊ وا ہوئے رازہائے سربستہ

بابِ تاریخ ہم پہ وا کر کے ❊ حل کئے عُقدہ ہائے لاینحل

گویا پھر زندہ ہو گئے مر کے ❊ زندہ اُترے صلیب سے عیسیٰؑ

بھر گئے جب صلیب کے چر کے ❊ ہو گئے زخم مُندمل سارے

ظُلم سے تنگ آ کے قیصر کے ❊ کر گئے مُلکِ شام سے ہجرت

پٹ کھُلے درّہ ہائے خیبر کے ❊ سَر کئے قُلّہ ہائے کوہستان

حق تعالیٰ کے اِس پیمبر کے ❊ اَرضِ کشمیر نے قدم چُومے

عہد میں شاہ بخت نصّر کے ❊ آ بسی تھی جو قومِ اِسرائیل

افسرِ سخت گیر سے ڈر کے ❊ ہوئی آباد ان علاقوں میں

لکھے پُورے ہوئے مقدّر کے ❊ ابنِ مریمؑ کو تھی انہیں کی تلاش

شُکر اللہ کا ادا کر کے ❊ پا کے چرواہا گمشُدہ بھیڑیں

فضل سے پھر خُدائے برتر کے ❊ امرِ تبلیغ میں ہوُا مصروف

زندگی بخش جام بھر بھر کے ❊ اھلِ کشمیر کو پلاتا رہا

دفن کشمیر میں ہوُا مر کے ❊ علمِ تحقیق سے یہ ثابت ہے

پاپ کی ناؤ ڈوبی ہے بھر کے ❊ ہوئی کسرِ صلیب لنڈن میں

ٹکڑے ٹکڑے ہوئے ہیں اژدر کے ❊ ریزہ ریزہ ہوُا نشانِ صلیب

گھُوم کر گِرد اپنے محور کے ❊ عقل دانشورانِ مغرب کی

مطمئن دل ہوئے ہیں اکثر کے ❊ مرکزِ فہم پہ ہوئی مرکوز

جب نوشتے ہیں یہ مقدّر کے ❊ کیوں نہ ہو ختم اب مسیحیّت

جام بھر بھر کے آبِ کوثر کے ❊ کیا پلائے ہیں اے مثیلِ مسیحؑ

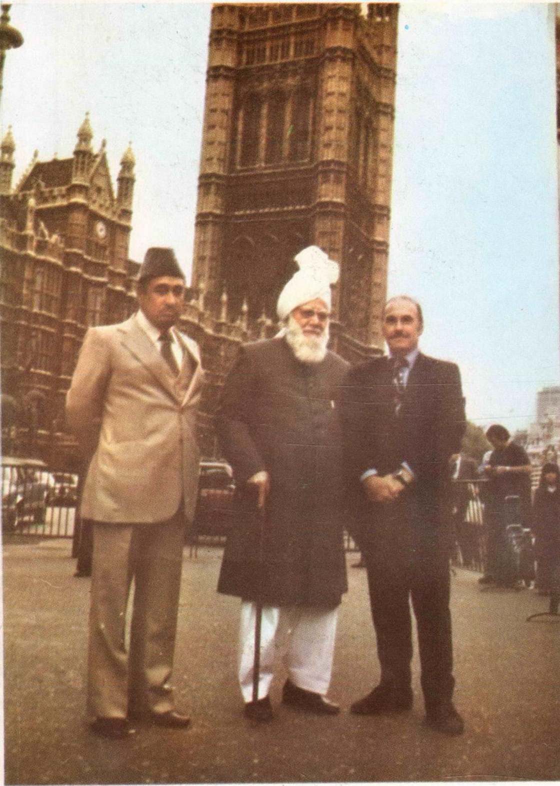
تیز جھونکوں میں بادِ صرصر کے ❊ کر دیا پھر چراغِ حق روشن

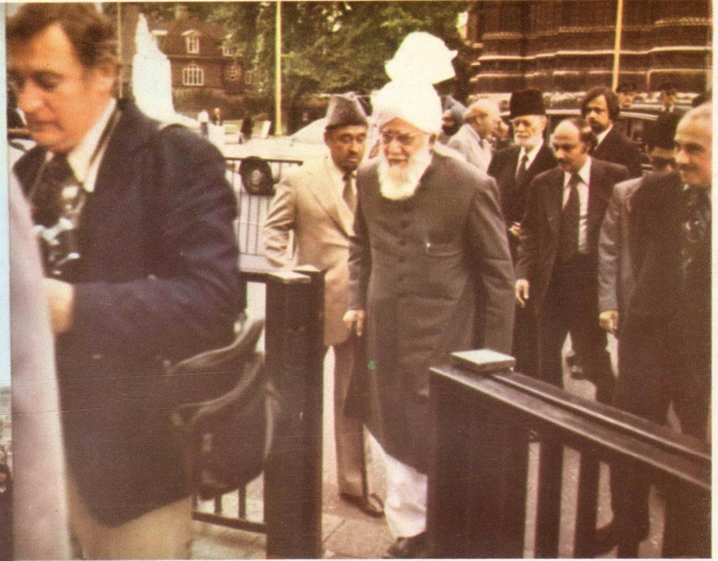
قصرِ دجّال مُنہدم کر کے ❊ قبرِ عیسیٰؑ پہ شمع روشن کی

کُفر ٹوٹا خُدا خُدا کر کے ❊ قلعۂ شرک گر پڑا صد شُکر

۱۹۷۸ء کا دورہ برطانیہ و یورپ ——— ، جون ۱۹۷۸ء کی بعض یادگار تصاویر

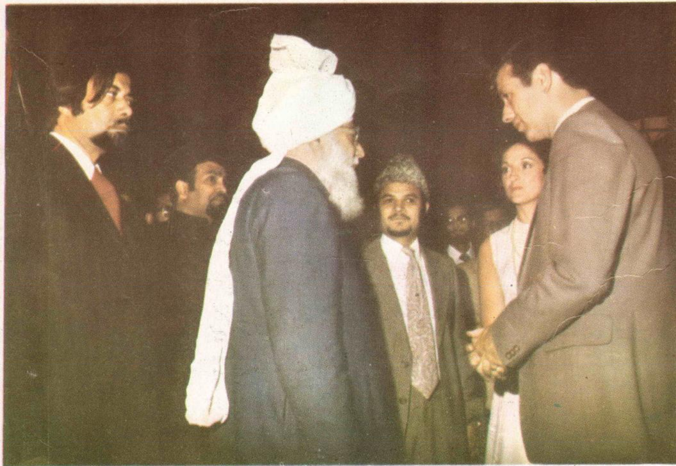
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے اعزاز میں برطانوی دارالعوام میں استقبالیہ تقریب





حضور ایدہ اللہ اپنے میزبان برطانوی دارالعوام کے لیبر رکن مسٹر ٹام کاکس (تصویر کے دائیں جانب سرے پر) کے ہمراہ پارلیمنٹ کی عمارت میں داخل ہو رہے ہیں

حضور برطانوی دارالعوام کی عمارت کے سامنے اپنے میزبان مسٹر ٹام کاکس کے ہمراہ کھڑے ہیں حضور کے دائیں جانب مکرم بی۔ اے رفیق صاحب امام مسجد لندن ہیں



مسٹر موٹل (MR. MOTTLE) ایجوکیشن آفیسر ہنسلو کا حضور سے تعارف کرایا جا رہا ہے



استقبالیہ تقریب میں ایک معزز مہمان حضور سے مصافحہ کر رہے ہیں

مطبوعہ:- سن رائز پیکیجز، ۸ ڈیوس روڈ لاہور

إِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے فضلِ بے پایاں اور غیر معمولی تائید و نصرت کا درخشندہ نشان

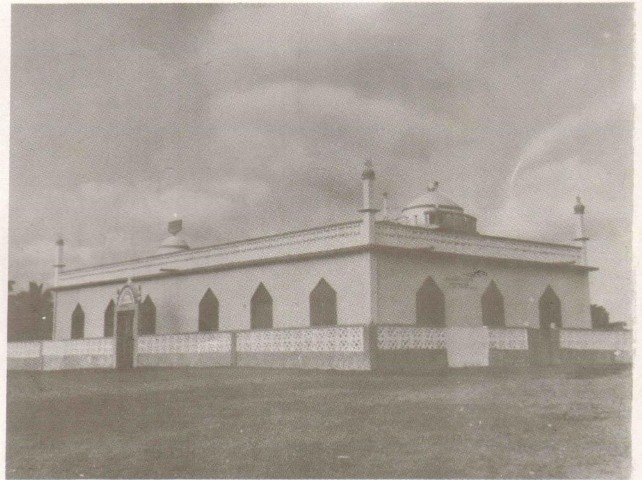
غانا (مغربی افریقہ) میں جماعتِ احمدیہ کی طرف سے ۱۹۷۸ء کے دوران تعمیر ہونے والی چار عالیشان مساجد



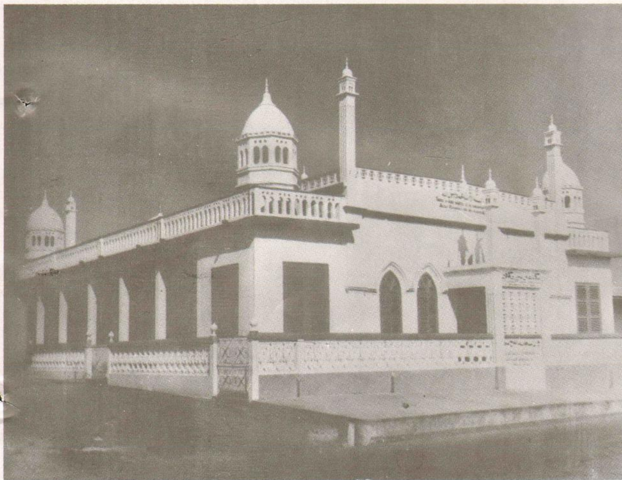
مسجد احمدیہ ٹیچی مان (برونگ اہافو۔غانا)



مسجد احمدیہ مانسو۔انکورانزا (برونگ اہافو۔غانا)



مسجد احمدیہ ایڈوکروم (سنٹرل ریجن۔غانا)



مسجد احمدیہ ایسی آم (سنٹرل ریجن۔غانا)

نوٹ: مسجد احمدیہ ٹیچی مان (برونگ اہافو۔غانا) میں سامنے کی دیوار پر جو کتبہ نظر آرہا ہے اسے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے ۱۹۷۰ء میں اپنے دورۂ مغربی افریقہ کے وقت اپنے دستِ مبارک سے نصب فرمایا تھا۔ مسجد کی عمارت امسال مکمل ہوئی ہے۔

ہُوا ظہورِ امامِ مہدیؑ

(محترم جناب قیس مینائی صاحب نجیب آبادی)

لئے نشانِ محمدیّت ہُوا ظہورِ امامِ مہدیؑ ٭ بہ شانِ اعجازِ عیسویّت ہُوا ظہورِ امامِ مہدیؑ
برس رہی ہے خدا کی رحمت ہُوا ظہورِ امامِ مہدیؑ ٭ ترس رہی تھی نبیؐ کی اُمّت ہُوا ظہورِ امامِ مہدیؑ
ہوئی ہے قائم دلیل و حُجّت ہُوا ظہورِ امامِ مہدیؑ ٭ کہ چاند سُورج نے دی شہادت ہُوا ظہورِ امامِ مہدیؑ
ستارہ دُمدار بھی فلک پر نکل کے لو دے گیا گواہی ٭ نبیؐ اکرمؐ کی ہے کرامت ہُوا ظہورِ امامِ مہدیؑ
گھٹائیں ظلمت کی چھا رہی تھیں ہوائیں بدعت کی چل رہی تھیں ٭ کیا خدا نے نزولِ رحمت ہُوا ظہورِ امامِ مہدیؑ
نزولِ عیسیٰؑ ظہورِ مہدیؑ، ظہورِ مہدیؑ نزولِ عیسیٰؑ ٭ نزولِ عیسیٰؑ ہی درحقیقت ہُوا ظہورِ امامِ مہدیؑ
ہنود، عیسائی اور مسلماں رہیں نہ اب منتظر کسی کے ٭ کرشن فطرت مسیح سیرت ہُوا ظہورِ امامِ مہدی
حقیقی مہدی تو مصطفےٰؐ ہیں جو ساری قوموں کے رہنما ہیں ٭ برنگِ تجدید مہدویت ہُوا ظہورِ امامِ مہدیؑ
رسولِ اکرمؐ کے ظلِّ کامل، شریعتِ مصطفےٰؐ کے حامل ٭ بہ عکسِ آئینۂ نبوّت ہُوا ظہورِ امامِ مہدیؑ
لو چھٹ گیا آج ابرِ ظلمت بکھر گیا جلوۂ ہدایت ٭ نکھر گیا منصبِ امامت ہُوا ظہورِ امامِ مہدیؑ
ضمیرِ خوابیدہ جاگ اُٹھا ہے وہ فوجِ ابلیس بھاگ اُٹھی ہے ٭ پکار کر کہہ رہی ہے نصرت ہُوا ظہورِ امامِ مہدیؑ
جو غارِ دل پر پڑا ہوا تھا عقولِ انساں تھیں جس میں پنہاں ٭ وہ اُٹھ چکا ہے حریمِ غیبت ہُوا ظہورِ امامِ مہدیؑ
شراب خانہ کھلا ہوا ہے شرابِ عرفاں بٹ رہی ہے ٭ رہوں میں کیوں تشنۂ ہدایت ہُوا ظہورِ امامِ مہدیؑ
طلوع مغرب میں ہو کے سُورج چمک چمک کر یہ کہہ رہا ہے ٭ کہ روزِ روشن ہوئی صداقت ہُوا ظہورِ امامِ مہدیؑ

ہمالہ پربت کی چوٹیو تم گواہ رہنا بروزِ محشر
کہ قیس نے دی ہمیں بشارت ہُوا ظہورِ امامِ مہدیؑ

صُورِ محمدیؐ

(مکرم محمد صدیق صاحب امرتسری سابق مبلغ مغربی افریقہ)

کبھی نہ بدلے گا عزم اپنا اگرچہ دُنیا بدل رہی ہے ٭ ہم اپنی راہوں پہ چل رہے ہیں وہ اپنی راہوں پہ چل رہی ہے
اے سونے والو! اُٹھو کہ صُورِ محمّدی پھونکا جا رہا ہے ٭ یہ تیرگی شب کی عنقریب اب سحر کے سانچوں میں ڈھل رہی ہے
یہ دَور اب عنقریب اسلام کے تمدّن کا دَور ہو گا ٭ نئے تقاضوں سے ہو کے مجبور طبعِ انساں بدل رہی ہے
یہ شمعِ نورِ محمدیؐ ہے نہ بجھ سکی ہے نہ بُجھ سکے گی ٭ چلیں ہوائیں بھی آندھیاں بھی مگر مسلسل یہ جل رہی ہے
جو مجھ سے پوچھو تو میں بتا دوں ہے کیوں سہانی یہ چاندنی شب ٭ کسی کے رُخ کے حسین گوشوں کا عکس لے کر نکل رہی ہے
چمن چمن نکہتوں کی مستی کلی کلی مائلِ تبسّم ٭ وہ خود اِدھر آ رہے ہیں شائد گُلوں کی رنگت بدل رہی ہے
قدم قدم پر بچا رہی ہے مجھے بھٹکنے سے کوئی ہستی ٭ یہ زندگی میری مُعجزہ ہے بہک بہک کر سنبھل رہی ہے
کسی کو آساں نہیں مٹانا کہ یہ جہاں بے خُدا نہیں ہے ٭ نہ جانے کل کیا ہو آج بیشک ہُوا تمہاری ہی چل رہی ہے

عجب نہیں ہے زمیں ہماری یہ خُوں اُگلنے لگے کسی دِن
کہ عقلِ مغرب کے سرپھروں کی عجیب راہوں پہ چل رہی ہے

"رسید مژدہ کہ ایّامِ نوبہار آمد"

(مکرّم چوہدری شبیر احمد صاحب۔ ربوہ)

رہا ہے ملّتِ بیضا پہ ایک دورِ خزاں
روش روش پہ چمن میں تھا شورِ آہ و فغاں
خوشا نصیب کہ وہ دلگداز دورِ الم
بہارِ نو سے ہے بدلا بفیضِ شاہِ اُمم
زمیں کے گوشۂ گمنام سے ہوا جو عیاں
مہک رہا ہے اسی پھول سے یہ سارا جہاں
کشاں کشاں چلے آئے ہیں اسود و احمر
خدا کی حمد کے نغمے ہیں ان کے ہونٹوں پر
یہ وہ نفوس ہیں جو ایک سے ہزار ہوئے
جو رفتہ رفتہ ہزاروں سے بے شمار ہوئے
بنامِ مہدئ آقائے نامدار آمد
"رسید مژدہ کہ ایّامِ نوبہار آمد"

کسرِ صلیب کانفرنس پر

(مکرّم میجر منظور احمد صاحب (ریٹائرڈ) ساہیوال)

کچھ اس انداز سے وہ باندھ کر عزمِ سفر نکلے
ردائے شب ہٹا کر جس طرح نورِ سحر نکلے
کسی کی بارگاہِ ناز سے باچشمِ تر نکلے
مگر چوگانِ ہستی میں باندازِ دگر نکلے
سُنا تثلیث والوں کی ہمہ دانی کے دعووں کو
تو معنی مختصر نکلے دلائل خام تر نکلے
صلیبی پیرہن نے راز کتنے کر دیئے افشا
زمانے کو یہ بتلانے مرے اہلِ نظر نکلے
نشاں رُودادِ اہلِ عشق کے کچھ رہ گئے باقی
کفن پہ داغہائے خونِ دل خونِ جگر نکلے
"ہمارا نرم رَو قاصد پیامِ زندگی لایا
خبر دیتی تھیں جن کو بجلیاں وہ بے خبر نکلے"

سفیرِ امن

(مکرّم عبدالکریم صاحب قدسی۔ لاہور)

دیارِ غیر کو اپنا بنا کے آیا ہے
خلوص و پیار کی شمعیں جلا کے آیا ہے
غموں کی دھوپ میں وہ سائباں محبّت کا
وہ مسکراتا ہوا مسکرا کے آیا ہے

غلامِ سرورِ کونین سوئے یورپ سے
عظیم فتح کی لے کر نوید آیا ہے
درِ رسولؐ پہ جھرمٹ سعید روحوں کا
قتیلِ درد کو پیغامِ عید آیا ہے

فضائے دل میں وہ اترا تو یوں لگا جیسے
چمکتا چاند، مہکتا گلاب آیا ہے
وہ آ گیا تو بہاریں بھی لوٹ آئی ہیں
وہ آ گیا تو چمن پہ شباب آیا ہے

دلوں کو تیغِ محبّت سے جیتنے والا
مزاجِ کفر کی سمتیں بدل کے آیا ہے
سکون و امن و محبت کا ایک شہزادہ
وفا و مہر کے قدموں سے چل کے آیا ہے

سمندروں سے بھی بڑھ کر ہے ظرف کا مالک
ہمالہ عزم، وقارِ چناب آیا ہے
سلام کرتا ہے اس کو فقیر قدسیؔ بھی
سفیرِ امن، کہ جو کامیاب آیا ہے



غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم میں

بین الاقوامی کسرِ صلیب کانفرنس منعقدہ لنڈن کی اہمیّت

مخلوق پرستی کی ہیکل کو کچلنے والی ضربِ کاری پر چرچ کی سراسیمگی کا واضح ثبوت

{ مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد }

مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد ان خوش قسمت اصحاب میں شامل ہیں جنہیں جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام ۲ سے ۴ جون ۱۹۷۸ء تک لنڈن میں منعقد ہونے والی بین الاقوامی کسرِ صلیب کانفرنس میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس کانفرنس کے انعقاد اور اس کے دوررس اثرات کی وجہ سے کلیسائے انگلستان پر سراسیمگی کا جو عالم طاری ہوا آپ اس کے عینی شاہد ہیں۔ آپ نے اس مضمون میں چرچ کی سراسیمگی کی وجوہات پر روشنی ڈال کر غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم میں اس تاریخی کانفرنس کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ امید ہے کہ یہ مضمون قارئین کرام کے لئے خاص دلچسپی کا موجب ہوگا۔ (ادارہ)

ایک صدی قبل کی بات ہے کہ اسلام پر مختلف مذاہب کی طرف سے انتہا جارحانہ تُند و تیز حملے ہو رہے تھے۔ بالخصوص اسلام کے خلاف عیسائیت کی یلغار اتنی زبردست اور اتنی خطرناک تھی کہ خود مسلمان اس درجہ حیران و پریشان تھے کہ ان پر مایوسی طاری تھی۔ بڑے بڑے عیسائی مناد اور عالمگیر شہرت کے پادری یہ کہتے نہ تھکتے تھے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو مغرب کی فضا میں سانس لے ہی نہیں سکتا۔ اور دوسری طرف عالم اسلام کے مراکز پر عیسائیت کا بھرپور حملہ اتنا شدید تھا کہ دنیائے عیسائیت کے مفکر ڈنکے کی چوٹ یہ اعلان کر رہے تھے کہ اب وہ دن قریب ہیں کہ عیسائیت کی روز افزوں ترقی کا علم صرف تہران و بغداد میں نہیں لہرائیگا۔ بلکہ مکہ میں خانۂ کعبہ پر بھی عیسائیت اور مسیح کی خدائی کا جھنڈا لہرا رہا ہوگا۔ اور دنیائے اسلام بھی مسیح کو اپنا منجی تسلیم کر کے اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے کفارہ پر ایمان لانا ضروری سمجھے گی۔

ان ایام کی بات ہے کہ حضرت رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے بموجب حضور کے عظیم روحانی فرزند حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے قادیان کی ایک گمنام اور دور افتادہ بستی سے مامور من اللہ اور مسیح موعود و مہدی معہود ہونے کا دعوےٰ کیا۔ اور غلبۂ اسلام کی عظیم مہم کا آغاز کرنے کے بعد اسلام کی فتح اور غلبہ کی منادی کرتے ہوئے ڈنکے کی چوٹ یہ اعلان فرمایا۔

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ چڑھیگا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔"

(فتح اسلام)

اور پھر فرمایا:۔

"آج کل تمام مذاہب کے لوگ جوش میں ہیں۔ عیسائی کہتے ہیں کہ اب ساری دنیا میں مذہب عیسوی پھیل جائے گا۔ برہمو کہتے ہیں کہ ساری دنیا میں برہمو کا مذہب پھیل جائے گا۔ اور آریہ کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب سب پر غالب آجائے گا۔ مگر یہ سب جھوٹ کہتے ہیں۔ خدا تعالےٰ ان میں سے کسی کے ساتھ نہیں۔ اب دنیا میں اسلام کا مذہب پھیلے گا۔ اور باقی سب مذہب اس کے آگے ذلیل اور حقیر ہو جائیں گے۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۴۳)

اللہ تعالےٰ کی شان عجیب ہے کہ ابھی پوری صدی بھی نہیں گزری کہ اسلام کے غلبہ اور فتح و کامرانی کے آثار نمایاں طور پر دنیا میں نظر آنے لگے ہیں اور ہماری آنکھوں دیکھی یہ بات ہے۔ جسے ہر ایک دیکھ اور محسوس کر رہا ہے کہ سب مذاہب بالخصوص عیسائیت جو اسلام پر غلبہ حاصل کرنے کے خواب دیکھ رہی تھی خود پسپا ہو رہی ہے اور اس کے علمبردار بڑے بڑے مفکر اپنی شکست کو کھلم کھلا تسلیم کر رہے ہیں۔ اور یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ اب کے جو حملہ یورپ و امریکہ پر اسلام کی طرف سے کیا گیا ہے۔ یہ تیر و تفنگ اور توپ و تلوار کا نہیں بلکہ روحانی حملہ ہے جو قلب یورپ پر کیا گیا ہے۔ اور جسے اب شدت سے محسوس کیا جانے لگا ہے۔ اور یہ کہ اسلام کا چیلنج بدستور قائم ہے۔ بلکہ پہلے سے بھی بڑھ کر اور خطرناک صورت میں قائم ہے۔ اور یہ کہ "اب کے جو حملہ یورپ پر کیا گیا ہے۔ وہ روحانی ہے اور دلوں پر ہے؛ ظاہری حملہ نہیں۔ کیا عیسائیت میں اتنی روحانی طاقت ہے جو اس کا مقابلہ کر سکے۔

یہ پیشگوئی تھی اور چودہ سو برس قبل کی پیشگوئی جس کا اعلان اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب و مقبول رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے کروایا تھا کہ مسیح موعود کا جب ظہور ہوگا تو وہ صلیبی مذہب کو دلائل و براہین سے پسپا کر دے گا۔ اور صلیب کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے "یکسر الصلیب" کی پیشگوئی کو پورا کر دکھائے گا۔ دنیا کے ہر مقام سے توحید اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا نعرہ بلند ہوگا۔ یہ حقیقت ہے کہ غلبۂ اسلام کی جو عظیم مہم خدا کے برگزیدہ مامور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ شروع ہوئی اس کا اور کسر صلیب یعنی صلیب کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی عطا کردہ خاص معرفت اور علم کی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام موت سے بچا لئے گئے تھے۔ اور خدا تعالےٰ نے اپنی خاص تدبیر و تقدیر کو جاری کر کے اسے لعنتی موت سے بچا لیا تھا۔ اور ایسے انتظام کر کے کہ وہ واقعۂ صلیب کے بعد مختلف علاقوں سے ہوتے ہوئے بالآخر کشمیر میں چلے آئے اور بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل میں جو ان علاقوں میں آباد تھے آسمانی بادشاہت کی منادی کرتے ہوئے بالآخر ۱۲۰ برس کی عمر میں طبعی موت سے وفات پائی۔ اور سرینگر کے محلہ خانیار میں مدفون ہیں۔

بظاہر یہ انکشاف ابتداء میں ایسا انکشاف گردانا گیا۔ گویا جس کا کوئی حتمی ثبوت موجود نہیں۔ لیکن جب خدا کے برگزیدہ مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت نے اس کو بار بار اور مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعہ دلائل و شواہد کی روشنی میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور اس حقیقت کو واضح کیا۔ کہ اس انکشاف کے نتیجہ میں اس کی بنیاد ہی اکھڑ جاتی ہے۔ تو نہ صرف عیسائی دنیا نے اسے محسوس کرنا شروع کیا۔ بلکہ دہریہ مفکرین اور محققین نے بھی اس کی طرف توجہ دی اور اپنے اپنے انداز میں اس کے متعلق تحقیق شروع کر دی۔

احمدیت نے اس انکشاف کو محض آثار قدیمہ کی تحقیق تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ الٰہی علم اور الٰہی تصرف سے عیسائیت کے ابطال کے لئے ایک عظیم حربہ کے طور پر اسے اختیار کیا۔ اور اس کے ثبوت میں شہادات اور حقائق کا ایک انبار لگا ڈالا۔ بالآخر عیسائی دنیا کو اس خطرہ کا احساس ہوا اور اسے اس طرف توجہ کرنا پڑی۔ چنانچہ مشہور عیسائی مناد ڈاکٹر ڈویمر نے لکھا کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت مسیح صلیب پر مرے تھے غلط ثابت ہو جائے تو ساری عیسائیت ہی باطل ہو جاتی ہے۔

ہے۔ (السر العجیب فی فخر الصلیب)

غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم کے سلسلہ میں اس انکشاف کا اعلان، اور اس سے تعلق رکھنے والے امور کی تبلیغ کا سلسلہ بفضل خدا کامیابی سے جاری ہے۔ اور اس وقت تک جاری رہے گا۔ جب تک مکمل طور پر صلیب کا ٹوٹ جانا عیسائی دنیا تسلیم نہیں کر لیتی۔ اور مخلوق پرستی کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ خدا تعالٰے کے خاص تصرف اور تقدیر سے یہ کام فرشتے کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ سے خبر پا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا:۔

"اور یاد رکھو کہ وہ فرشتے جو میرے ساتھ اترے ہیں اپنا کام بند نہیں کر سکتے۔ ان کے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب کو توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کو کچلنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔ اور وہ وقت دور نہیں کہ جب فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اترتی اور یورپ و امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھوگے"
(فتح اسلام)

خدا تعالیٰ کی حمد کے گیت گانے کو دل چاہتا ہے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے ان فرشتوں کو دیکھا۔ جن کے ہاتھوں میں وہ گرزیں تھیں۔ جو صلیب کو توڑنے کے لئے مشرق سے مغرب سے جنوب سے شمال سے لنڈن کی کسر صلیب کانفرنس میں جو جون ۱۹۷۸ء کے پہلے ہفتہ میں منعقد ہوئی جمع ہوگئے تھے۔

لنڈن ایک عظیم شہر ہی نہیں بلکہ دنیائے عیسائیت کا ایک بہت بڑا مرکز اور محافظ عیسائیت کی تخت گاہ بھی ہے عیسائیت کے اس عظیم مرکز میں کسر صلیب کانفرنس کا انعقاد ایک معجزہ سے کم نہیں۔ عیسائیت کے بنیادی عقیدے پر دلائل و براہین کی تلوار سے حملہ آور ہونا وہ بھی عیسائیت کے مرکز میں جا کر گویا عیسائیت کی شہ رگ پر حملہ کرنا تھا۔ وہاں آج سے باون سال قبل اس بات کا ذکر کرنا اور اظہار کرنا اور لکھنا کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مرے تھے۔ بلکہ صلیب سے زندہ اتر آئے تھے۔ حکومت انگلستان کی طبع نازک پر گراں گزرتا تھا۔ اور وہاں کے باسیوں کے لئے یہ بات ناقابل برداشت سمجھی جاتی تھی۔

ٹائمز آف لنڈن ۱۹۱۶ء کا اس بات پر گواہ ہے۔ اور حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب بی۔اے۔بی ٹی جو ان دنوں وہاں جماعت احمدیہ کی طرف سے بطور مبلغ اسلام مقیم تھے اس کے راوی ہیں کہ ایک شخص نے کتاب شائع کی اور اس میں یہ بات لکھ دی کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مرے تھے۔ بلکہ زندہ اتار لئے گئے تھے تو حکومت نے اس پر وہاں کی ایک عدالت میں مقدمہ کر دیا۔ اگرچہ عدالت نے آزادی ضمیر کے اصول کو اپناتے ہوئے اس مقدمہ کو خارج کر دیا۔ لیکن عوام اور حکومت کے سرکردہ حضرات کی طبع نازک پر یہ بات اس وقت گراں تھی کہ کہا یا لکھا جائے کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مرے تھے بلکہ زندہ اتر آئے تھے۔ اور آج اسی ملک کے دارالحکومت میں جو محافظ مسیحیت کا تخت گاہ ہے۔ بین الاقوامی شہرت کے ہال اور آڈیٹوریم میں جو کامن ویلتھ انسٹی ٹیوٹ کے نام سے مشہور و معروف ہے اور جہاں بین الاقوامی اہمیت کی بڑی بڑی کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں۔ اس مضمون پر عالمی نوعیت کی کانفرنس جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام منعقد کی جاتی ہے۔ اور اس میں بین الاقوامی قانون کے ماہرین۔ سائنسدان مذہبی مفکر اور آثار قدیمہ اور علم تاریخ کے بڑے بڑے سکالر جن میں انگریز بھی شامل ہیں۔ ہندوستانی بھی شامل ہیں پاکستانی بھی شامل اور جرمن نژاد اور ڈنمارک وغیرہ کی مشہور شخصیتیں شامل ہو کر اپنے مقالے اور محققانہ مضامین پڑھتے ہیں اور ڈنکے کی چوٹ یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ تاریخی حقائق اور آثار قدیمہ کے شواہد اور دیگر آثار سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر سے زندہ اتار لئے گئے تھے۔ اور صلیب پر وہ فوت نہیں ہوئے تھے۔ اور صلیبی واقعہ کے بعد وہ مختلف علاقوں سے ہوتے ہوئے کشمیر پہنچے۔ اور وہاں فوت ہوئے۔ اور ان کی قبر سری نگر (کشمیر) میں ہے

الٰہی تصرفات کے نتیجہ میں یہ کس قدر انقلاب عظیم ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں اور جماعت احمدیہ کی مسلسل جدوجہد کے نتیجہ میں فرشتوں کی تائید و نصرت سے وقوع پذیر ہوا۔ کہ انگلستان کے اس شہر اور عیسائیت کے مرکز میں جہاں اس بات کے بیان کرنے پر قانونی گرفت کے لئے حکومت تیار تھی۔ آج کھلے بندوں بہت بڑی جمعیت میں جو بین الاقوامی نوعیت کی حامل تھی یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرے۔ وہ زندہ اتر آئے تھے وہ طبعی موت سے فوت ہو کر سرینگر میں مدفون ہیں۔ اور اس طرح عیسائیت کے بنیادی عقیدہ پر ایک ضرب کاری لگائی جاتی ہے چنانچہ اس بات کا اعتراف خود لنڈن کے اخبار کیتھولک ہیرلڈ نے مورخہ ۹ جون میں کیا۔ اور لکھا:۔

"عیسائیت کے خلاف احمدیوں کے تبلیغی جہاد کا ایک بنیادی حربہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح صلیب پر سے زندہ اترنے کی وجہ سے صلیبی موت سے محفوظ رہا تھا۔ پھر وہ بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل کی تلاش میں کشمیر چلا گیا۔ احمدیوں کا یہ دعوٰی ہے کہ مسیح کا مقبرہ کشمیر کے شہر سرینگر میں آج بھی موجود ہے۔ اور وہاں جا کر اس کی زیارت کی جا سکتی ہے۔ وہاں کے لوگ بنی اسرائیل کے ایک یا کئی قبیلوں کی اولاد اور نسل ہیں۔"

یہ اعتراف اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جن دلائل و براہین اور تاریخی حقائق کو حضرت مسیح ناصری کے صلیب کے لعنتی موت سے بچ جانے اور صلیب سے زندہ اتر آنے اور عیسائیت کے بنیادی عقیدہ کو اس طرح سے باطل کرنے کا جو حربہ اختیار کیا وہ بڑی خوبی اور وضاحت کے ساتھ صحیح مقام اور متعلقہ لوگوں تک پہنچا دیا گیا۔ اور لنڈن کی کسر صلیب کانفرنس مخلوق پرستی اور صلیب پرستی کے ہیکل کو کچلنے میں بڑا اور اہم اقدام تھا۔ جو جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام کیا گیا۔

لنڈن میں کسر صلیب کی کانفرنس کے انعقاد کے نتیجہ میں عیسائی دنیا نے جس گھبراہٹ کا اظہار کیا۔ اور جس پریشانی کا انہیں سامنا کرنا پڑا۔ وہ خود اس بات کا زبردست ثبوت ہے کہ یہ کانفرنس عیسائیت کی بنیاد پر ایک ضرب کاری کا حکم رکھتی تھی اور اسلام کی حقانیت اور قرآن کی صداقت کا ایک عظیم کارنامہ تھی۔ عیسائیوں کی بے چینی اور گھبراہٹ کا ثبوت تو اس بات سے مل جاتا ہے کہ انگلستان کے چرچ اور دیگر متعلقہ اداروں نے متفقہ طور پر انگلستان جیسے آزاد ملک کے آزاد پریس پر اس قدر دباؤ ڈالا کہ اگرچہ کانفرنس کے انعقاد سے پہلے وہاں کے اخبارات کانفرنس کے متعلق ضروری خبریں اور اس کے انتظامات کے متعلق اور جماعت احمدیہ کے نظریہ اور اس کے اثبات کے سلسلہ میں ضروری مواد شائع کرتے رہے تھے۔ لیکن دوران کانفرنس پریس نے غالباً بادل نخواستہ کانفرنس کی روزمرہ کی کارروائی کو شائع کرنے سے احتراز کیا۔ اور دیگر ذرائع ابلاغ نے بھی۔ غالباً انہوں نے کانفرنس کو عیسائیت کے حق میں خطرہ کی گھنٹی سمجھا۔ باوجود اس سخت دباؤ کے بعض حلقوں کے اخبارات نے مثلاً ٹیبلٹ کے اخبار ہیرلڈ نے اور مڈلینڈز کے اخبار نے خصوصی صفحات میں اس کانفرنس کے بارہ میں بہت کچھ شائع بھی کیا۔ لیکن دوسرے ملکوں میں اس کانفرنس کے بارہ میں بہت کچھ لکھا گیا۔ اور شائع کیا گیا۔ خود برطانیہ میں ٹیلیگراف نے خصوصی پرچہ میں اپنے نامہ نگار خصوصی کا ایک مفصل مضمون بھی شائع کیا۔ جو اس نے سرینگر خود جا کر خانیار میں واقع قبر کے کوائف معلوم کر کے یہ مضمون مرتب کیا تھا۔ دجل جو اس قوم کا خاصہ ہے۔ اس کی بھی جھلکیاں اس مضمون میں نظر آتی ہیں۔ مگر اس حقیقت کا اظہار بھی کیا جسے جماعت احمدیہ گزشتہ نوے سال سے کر رہی ہے۔

چرچ کے دباؤ کے نتیجہ میں بڑے بڑے اخبارات کا بالعموم بائیکاٹ ایک آزاد پریس کی روایات کے اگرچہ خلاف تھا۔ مگر اس حقیقت کا واشگاف طور پر اعلان تھا کہ جماعت احمدیہ کے اس زبردست علمی اور روحانی اور تاریخی حقائق پر مشتمل حملہ سے عیسائیت اور اس کے علمبردار خوفزدہ ہوگئے۔ اور اس بات کو محسوس کر کے کہ ان کے عوام پر عیسائیت کی کمزوری اور کھوکھلے پن کا جو اثر اس کانفرنس کے نتیجہ میں پیدا ہونے لگا ہے۔ اس کے ازالہ کے لئے اخبارات میں کانفرنس کی خبروں کی اشاعت روکنے کے علاوہ انہوں نے مناظرہ کی دعوت دی اور کہا کہ اس امر کے متعلق جماعت احمدیہ کے نمائندوں اور عیسائی نمائندوں کے مابین تبادلۂ خیالات ہونا چاہیئے۔ اصل مقصود یہ تھا کہ اس طریق

سے عیسائی عوام کا مورال اونچا کیا جائے۔ لیکن خدائی فرشتوں کی گرز دلی نے ان کا یہ حیلہ بھی ناکام بنا دیا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے جو بنفس نفیس اس کانفرنس میں شریک تھے۔ اس کے جواب میں کانفرنس کے آخری اجلاس میں جبکہ مختلف اقوام کے شامل ہونے والے لوگوں کی کثرت کے باعث آڈیٹوریم اور اس کے ملحقہ مقامات پُر ہو چکے تھے اپنے خطاب کے بعد عیسائیوں کے چیلنج مناظرہ کو قبول فرمایا۔ بلکہ یہ اعلان بھی کیا کہ یہ تبادلہ خیالات دنیا کے مختلف براعظموں کے مرکزی شہروں میں منعقد کیا جائے۔ تا دنیا پر حقیقت واضح ہو جائے کہ اسلام کی صداقت اور قرآن کی حقانیت کو (جس نے چودہ سو برس پہلے یہ اعلان کیا تھا کہ مسیح کو صلیبی موت سے بچا لیا گیا۔ اور خدائے واحد کی خصوصی حفاظت میں وہ رہے) کوئی حیلہ غلط ثابت نہیں کر سکتا۔

امید تھی کہ عیسائی اس جواب پر ضروری امور کا فیصلہ کرنے پر آمادہ ہوں گے۔ مگر بار بار کی یاددہانیوں کے باوجود انہوں نے چپ سادھے رکھی۔ اور پھر جب یاددہانی کرائی گئی تو کہہ دیا کہ چرچ کی طرف سے خط لکھنے والے اسلام سے پوری واقفیت نہیں رکھتے اور ٹال مٹول سے کام لے کر بات گول کر گئے۔ کیونکہ مقصد تحقیق حق نہ تھا۔ بلکہ صرف عیسائیت کے مورال کو اونچا رکھنے کی ایک کھوکھلی کوشش تھی۔

عیسائیت کے مورال کو اونچا کرنے کے لئے اور کانفرنس کے نتیجہ میں عیسائیت کے بنیادی عقائد کو جو زبردست دھچکا پہنچا تھا اس کے اثر کو زائل کرنے کے لئے چرچ کی طرف سے ایک اور حربہ بھی اختیار کیا گیا۔ راقم کی آنکھوں نے دیکھا۔ اور انگلستان کے متعدد شہروں میں دیکھا کہ بڑے بڑے اور چھوٹے چھوٹے گرجوں کے باہر بڑے بڑے نیلے اور سرخ رنگ کی سیاہی میں چھپے ہوئے پوسٹر چسپاں کئے گئے جن پر لکھا تھا۔

we still believe that Christ was crucified

we still believe that Christ did die on the Cross.

we still believe that Christ is alive and is comming again

ان پوسٹروں پر still کے بار بار استعمال سے یہ بات صاف عیاں تھی کہ کانفرنس کی کارروائی کے بعد کانفرنس میں پڑھے جانے والے علمی۔ تاریخی اور محققانہ مقالوں سے جو خود یورپین سکالرز نے پڑھے تھے۔ چرچ اور چرچ سے عقیدت رکھنے والے عیسائی پریشان ہو گئے ہیں۔ اور اپنی قوم کے مورال کو بلند کرنے کے لئے ان پوسٹروں کی اشاعت ضروری سمجھی گئی ہے۔

مگر حقیقت کب تک چھپی رہے گی مخلوق پرستی اور بیٹے پرستی پر آخری ضرب لگ چکی ہے۔ یہ کاری ضرب اس وقت تک لگتی چلی جائے گی جب تک کہ عیسائی دنیا اسلام کی آغوش میں آ کر خدائے واحد کے سامنے سر نہیں جھکا دیتی۔

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے مقالہ میں جو اس کانفرنس میں پڑھا جانے والا آخری مقالہ تھا۔ اور کانفرنس کا اصل مغز اور اس کی روح تھا واشگاف الفاظ میں ان تصرفات الٰہیہ کا ذکر کیا جن کے نتیجہ میں حضرت مسیح کے صلیب سے زندہ اتر آنے کی حقیقت کو دن بدن تقویت حاصل ہوتی جا رہی ہے۔ اور ایسی شہادتیں مہیا ہو رہی ہیں جن سے اس بات کو درست تسلیم کرنے کے بغیر کوئی چارہ نظر نہیں آتا۔ اور اپنوں کے علاوہ غیروں نے بھی آزادانہ تحقیق کر کے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت مسیح ایک انسان تھے۔ خدا کے رسول تھے۔ طبعی وفات پا کر فوت ہوئے اور کشمیر میں مدفون ہوئے۔ اور خدائی وعدہ اور تصرف خاص سے صلیبی موت سے بچ گئے تو اب اسلام اور اس کے مقدس رسول حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے ساتھ ہی نجات وابستہ ہے اور کوئی مصنوعی کفارہ نجات نہیں دلا سکتا۔ آپ نے اپنی تقریر میں توحید کی شیریں دعوت جو اسلام کا مغز ہے بڑی عمدگی سے پیش کی اور دنیائے عیسائیت کو بتلایا کہ بالآخر اسلام کی پرشکوہ تعلیم کو تسلیم کرنے میں ان کی نجات ہے۔

الغرض لندن میں منعقد ہونے والی کسر صلیب کانفرنس غلبہ اسلام کی مہم میں ایک عظیم قدم تھا جو جماعت احمدیہ نے اٹھایا۔ یہ کانفرنس تاریخ احمدیت میں غلبہ اسلام اور صداقت قرآن کے اظہار کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

ہجومِ نوعِ انسانی تو دیکھو!

(محترم ارشاد احمد صاحب شکیب ایم۔ اے)

کھنچی آتی ہیں سب اقوامِ عالم
کسی کا جذبِ روحانی تو دیکھو

ہے شیدا جس پہ اب سارا زمانہ
ذرا وہ حُسنِ لاثانی تو دیکھو

عیاں ہے اس سے اس جلسے کی عظمت
ہجومِ نوعِ انسانی تو دیکھو

یہ سب اخلاص کے پیکر ہیں ان میں
وفا و صدقِ سلمانی تو دیکھو

وفا نایاب ہے دنیا سے لیکن
یہاں اس کی فراوانی تو دیکھو

کہا پھر اس نے اگر قسم یادنی
مسیحؑ کی آمدِ ثانی تو دیکھو

قطعات

(محترم جناب سعید احمد صاحب اعجاز لاہور)

میں اندھا ہوں مجھے بینائی دے دے
مرے نظارے کو پہنائی دے دے
مرے پیکر میں رعنائی نہیں ہے
مرے کردار کو رعنائی دے دے

اٹھو سوتے والو پو پھٹی ہے
حضورِ دوست کی رنگیں گھڑی ہے
فراغ زندگانی مختصر ہے
کہ مرگ ناگہاں سر پر کھڑی ہے

بشاشت چھن نہیں سکتی ہے اس سے
جو مومن بے سروساماں ہے خورسند
خزاں میں بھی دل اس کا ہے شگفتہ
نہیں وہ موسم لالہ کا پابند

یورپین اقوام کو احمدیت کا پیغام

فِی الْھِنْدِ اِنَّا قَدْ وَجَدْنَا قَبْرَہٗ

اس کا مقبرہ ہم نے ہندوستان تلاش کر لیا ہے۔

للاستاذ محمد صدیق امرتسری المبشر الاسلامی

یَا قَوْمَ عِیْسٰی فِیْ کِتَابِکُمْ انْظُرُوْا
اے عیسائی اقوام اپنی اناجیل کا مطالعہ کریں۔
وَتَدَبَّرُوْا مَا قَالَ ذَاکَ الطَّاھِرُ
اور عیسیٰ کے اقوال پر پورا غور کریں۔

ھَلْ قَالَ فِیْہِ قَاتِلُوْا جِیْرَانَکُمْ
کیا اس میں اس نے عیسائیوں سے جنگ کرنے
وَتَمَلَّکُوْا اَوْطَانَھُمْ وَاسْتَعْمِرُوْا
اور ان کے ملکوں کو نوآبادیات بنانے کی اجازت دی ہے؟

ھَلْ قَالَ فِیْہِ اَنِ اغْصِبُوْا حَقَّ الضَّعِیْفِ
کیا اس میں اس نے کمزور کا حق غصب کرنے
وَذَا الْبَسَالَۃِ وَالْبَطَالَۃِ فَاحْذَرُوْا
اور طاقتور سے خوف کھانے کی وصیت کی ہے؟

ھَلْ قَالَ فِیْہِ لَدَی الضَّرُوْرَۃِ عَالِجُوْا
کیا اس نے تمہیں نصیحت کی ہے کہ بین الاقوامی طور پر
اِخْوَانَکُمْ مِثْلَ الثَّعَالِبِ وَامْکُرُوْا
لومڑوں کی سی ہیرا پھیری اور مکر کیا کرو؟

ھَلْ قَالَ اِنَّ الزُّوْرَ اَمْرٌ جَائِزٌ
کیا اس نے یہ کہا ہے کہ جھوٹ جائز ہے اور
وَاشْعِرُوْا لِمَصْلَحَۃِ الْقَوِیِّ وَزَوِّرُوْا
اور طاقتور کی حمایت کے لئے بیشک جھوٹ بولا کرو؟

ھَلْ قَالَ فِیْہِ حَرِّفُوْا الْکُتُبَ الَّتِیْ
کیا اس نے انجیل میں یہ وصیت کی ہے کہ
نَزَلَتْ مِنَ اللّٰہِ الْعَلِیْمِ وَغَیِّرُوْا
کہ ان آسمانی کتب میں ردو بدل کر لیا کرو

اَمْ قَالَ کُلُّ النَّاسِ صَارُوْا مُذْنِبِیْنَ
یا اس نے کہا تھا کہ سوائے میرے کے
لِذَنْبِ اٰدَمَ مَا عَدَایَ فَخَبِّرُوْا
سب انسان آدم کے موروثی گناہ کی وجہ سے گنہگار ہیں بتاؤ تو سہی

اَمْ ھَلْ تَنَبَّأَ سَوْفَ اُصْلَبُ رَاضِیًا
یا کبھی اس نے کبھی پیشگوئی کی تھی کہ میں اپنی مرضی سے
کَفَّارَۃً لِذُنُوْبِکُمْ تَتَذَکَّرُوْا
صلیب پر تمہارے گناہوں کے کفارے کے لئے جان دوں گا پس یاد تو کرو

اَمْ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِوَاحِدٍ
یا کبھی کہا تھا کہ خدا واحد نہیں
اَنَا عَدِیْلُہٗ وَشَرِیْکُہُ الْمُتَکَبِّرُ
میں بھی اس کا ہمدوگار اور عظیم الشان والا شریک ہوں۔

ھَلْ قَالَ اِنِّیْ اِلَی السَّمَآءِ سَاُرْفَعُ
کیا اس نے کبھی بتایا تھا کہ میں جسم خاکی کے ساتھ آسمان
فِیْ اٰخِرِ الْاَزْمَانِ اَھْبِطُ فَانْظُرُوْا
پر جاؤں گا اور آخری زمانہ میں نازل ہوں گا انتظار کرنا

اِنْ لَّمْ یَقُلْ ھُوَ کُلَّ ذَاکَ فَاَخْبِرُوْا
اگر یہ سب کچھ اس نے کہا نہیں تو بتاؤ آپ لوگوں
لِمَ ھٰذِہٖ الْاِغْمَاءُ لِمْ تَتَدَبَّرُوْا
اس کی روحانی راہنمائی پر غور کیوں نہیں کیا؟

لِلّٰہِ لَا تَغْلُوْا سُدًی فِیْ دِیْنِکُمْ
خدا کے لئے دینی امور میں عبث غلو نہ کیا کرو۔
وَاخْشَوْا اِلٰھَکُمُ الْمُھَیْمِنَ وَاحْذَرُوْا
اور اپنے اس خدا سے ڈرو جو تمہارا نگران و پاسبان ہے

لَیْسَ الْمَسِیْحُ ابْنُ الْبَتُوْلِ اِلٰھَکُمْ
حقیقت یہ ہے کہ عیسیٰ ابن مریم تمہارے خدا نہیں
بَلْ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہُ الْمُتَطَھِّرُ
بلکہ وہ خدا کے بندے اور اس کے پاک رسول ہیں۔

قَدْ کَانَ وَصَّاکُمْ عِبَادَۃَ رَبِّکُمْ
اور عہد نامہ جدید سے ثابت ہے کہ انہوں نے
وَکَذَا نَرَی الْعَھْدَ الْجَدِیْدَ یُکَرِّرُ
تمہیں ایک ہی رب کی عبادت کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔

تُوْبُوْا اِلَی الرَّبِّ الرَّحِیْمِ وَرَاجِعُوْا
پس اس رب رحیم کے حضور توبہ کرو۔
اِنْجِیْلَکُمْ وَنَصِیْحَتِیْ لَا تُنْکِرُوْا
اور انجیل کو بغور پڑھو اور میری نصیحت کو رد نہ کرو

ھٰذَا الَّذِیْ عِیْسٰی بِہٖ قَدْ جَاءَکُمْ
پس حضرت عیسیٰ درحقیقت یہ تعلیم انجیل
بِالنُّصْحِ فِیْ اِنْجِیْلِہٖ فَتَبَصَّرُوْا
میں لائے تھے بے شک آنکھیں کھول کر دیکھ لو۔

فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ بِاَنَّہٗ
حقیقت یہ ہے کہ میں حقیقت ہی عرض کرتا ہوں کہ
لِیَھُوْدَ کَانَ رَسُوْلَھُمْ فَاسْتَنْکَرُوْا
عیسیٰ صرف یہود کی ایک رسول تھے لیکن یہود نے انہیں نہ پہچانا

قَدْ عَلَّقُوْہُ عَلَی الصَّلِیْبِ لِیُثْبِتُوْا
بلکہ جھوٹے بہتان ثابت کرنے کے لئے جو انہوں نے
بُھْتَانَھُمْ فِیْمَا ھُمْ قَدْ دَبَّرُوْا
اس پر لگائے تھے آخر کار اسے صلیب پر لٹکا دیا۔

مَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ جَلَّ جَلَالُہٗ
انہوں نے بھی تدبیریں کیں اور اللہ نے بھی انہیں کامیابی
وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ وَاَظْھَرُ
تدبیریں کیں اور اللہ سب سے بہتر تدبیریں کرنے والا اور غالب ہے۔

نَجَّاہُ مِنْ مَکْرِ الْیَھُوْدِ وَلَمْ یَمُتْ
آخر اللہ تعالیٰ نے اسے یہود کے منصوبوں سے بچا لیا۔
فَوْقَ الصَّلِیْبِ بِلَعْنَۃٍ فَاسْتَبْصِرُوْا
پس وہ صلیب پر لعنت کی موت نہیں مرے بے شک تحقیق کر لو

وَاللّٰہُ اَکْرَمَہٗ وَاَعْلٰی شَانَہٗ
اللہ تعالیٰ نے اسے عزت بخشی اور اس کی شان بلند کی
وَاَمَاتَہٗ مَوْتَ الْخِیَارِ فَفَکِّرُوْا
اور اپنے مقرب بندوں کی طرح اسے وفات دی پس غور کرو

فِی الْھِنْدِ اِنَّا قَدْ وَجَدْنَا قَبْرَہٗ
اس کا مقبرہ ہم نے ہندوستان میں تلاش کر لیا ہے
فَاْتُوْا اِلٰی کَشْمِیْرَ یَوْمًا وَانْظُرُوْا
پس کسی دن کشمیر آؤ اور آ کر وہاں اس کا مقبرہ دیکھو

خَافُوا الْمُھَیْمِنَ وَاتَّقُوْہُ وَاٰمِنُوْا
آخر میں عرض ہے کہ خدا سے ڈرو تقوےٰ اختیار کرو۔
بِمُحَمَّدٍ خَیْرِ الْوَرٰی وَاسْتَغْفِرُوْا
اور سرور دو جہاں محمدؐ پر ایمان لے آؤ اور استغفار کرو۔

لَا تُنْکِرُوْا ھٰذَا الرَّسُوْلَ لِاَنَّہٗ
پس بائبل کی بشارت کے عین مطابق آنے والے اس
قَدْ جَاءَکُمْ طِبْقَ الْبَشَائِرِ فَابْصِرُوْا
رسول کا انکار نہ کرو اور بصیرت سے کام لو

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عظیم الشان علمی اعجاز



(مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب انوری سابق مبلغ مغربی جرمنی)

اللہ تعالیٰ نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو اپنے آقا اور مطاع حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اور آپ کی پیروی کے نتیجہ میں علمی میدان میں ایک خاص فضیلت بخشی۔ آپ کو متعدد قسم کے علمی معجزات عطا فرمائے جن کو دیکھ کر دُنیا کی عقلیں دنگ رہ گئیں۔
سب سے بڑا علمی معجزہ جو آپ کو عطا ہؤا وہ فہم قرآن کا تھا۔ آپ نے قرآن کریم کی ایسی تفسیر پیش کی اور اس کے ایسے ایسے حقائق اور معارف بیان فرمائے کہ آج تک ان کی کوئی نظیر پیش نہیں کر سکا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو اپنے آقا اور مطاع حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اور آپ کی پیروی کے نتیجہ میں علمی میدان میں ایک خاص فضیلت بخشی۔ آپ کو متعدد قسم کے علمی معجزات عطا فرمائے جن کو دیکھ کر دُنیا کی عقلیں دنگ رہ گئیں۔

سب سے بڑا علمی معجزہ جو آپ کو عطا ہؤا وہ فہم قرآن کا تھا۔ آپ نے قرآن کریم کی ایسی تفسیر پیش کی اور اس کے ایسے ایسے حقائق اور معارف بیان فرمائے کہ آج تک ان کی کوئی نظیر پیش نہیں کر سکا۔ آپ اس معجزہ کو خدا تعالیٰ کا ایک خاص نشان قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"میں قرآن شریف کے حقائق معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔"

(ضرورۃ الامام صفحہ ۲۶)

نیز تحریر فرمایا:-

"میرے ہاتھ سے آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور میری قلم سے قرآنی حقائق اور معارف چمک رہے ہیں۔ اُٹھو اور تمام دُنیا میں تلاش کرو کہ کوئی عیسائیوں میں سے ہے یا سکھوں میں سے ہے یا یہودیوں میں سے یا کسی اور فرقہ میں سے کوئی ایسا ہے کہ آسمانی نشانوں کے دکھلانے اور معارف اور حقائق کے بیان کرنے میں میرا مقابلہ کر سکے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۶۲)

آپ نے اس نشان کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے دُنیا کے تمام علماء و فضلاء کو آپ کے مقابلے میں آ کر قرآن کریم کی تفسیر لکھنے کا چیلنج دیا اور یہاں تک تحریر فرمایا:-

"پھر ایک اور پیشگوئی نشانِ الٰہی ہے جو براہین (براہین احمدیہ۔ ناقل) کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے اور وہ یہ ہے الرّحمٰن علّم القرآن۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علمِ قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اس وعدہ کو ایسے طور پر پورا کیا کہ اب کسی کو معارفِ قرآنی میں مقابلہ کی طاقت نہیں۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر کوئی مولوی اس ملک کے تمام مولویوں میں سے معارفِ قرآنی میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہے اور کسی سورۃ کی ایک تفسیر میں لکھوں اور ایک کوئی اور مخالف لکھے تو وہ نہایت ذلیل ہوگا اور مقابلہ نہیں کر سکے گا۔"

(انجامِ آتھم صفحہ ۲۹۲)

جب علماءِ ہند کی طرف سے کوئی بھی اس چیلنج کو قبول کرنے کے لئے آگے نہ بڑھا تو آپ نے تمام بڑے بڑے علماء اور گدی نشینوں کو نام بنام مخاطب کر کے انہیں معیّن رنگ میں اس امر کی دعوت دی کہ "آپ میرے مقابل پر آ کر کوئی سی آیاتِ قرآنی کی تفسیر لکھیں یعنی مَیں اور وہ ایک جگہ بیٹھ کر بطور فال قرآن شریف کو کھولا جائے اور پہلی سات آیتیں جو نکلیں ان کی تفسیر مَیں بھی عربی میں لکھوں اور میرا مخالف بھی لکھے۔ پھر اگر مَیں حقائق معارف کے بیان کرنے میں صریح غالب نہ رہوں تو مَیں جھوٹا ہوں۔"

(انجام آتھم صفحہ ۳۰۴)

آپ نے یہ تفسیری مقابلہ بزبان عربی کرنے کی تحدید اس لئے فرمائی کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے ایک اور نشان کا اظہار مقصود تھا جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ کے تائیدی نشانوں میں سے ایک یہ نشان بھی مجھے دیا گیا ہے کہ مَیں فصیح بلیغ عربی میں قرآن شریف کی کسی سورۃ کی تفسیر لکھ سکتا ہوں اور مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہے کہ میرے بالمقابل اور بالمواجہ بیٹھ کر کوئی دوسرا شخص خواہ وہ مولوی ہو یا کوئی فقیر گدی نشین ایسی تفسیر ہرگز نہیں لکھ سکے گا۔"

(نزول المسیح صفحہ ۵۳ حاشیہ)

عربی زبان میں یہ کمال آپ کو جس اعجازی رنگ میں حاصل ہؤا وہ اللہ تعالیٰ کی لامحدود قدرتوں میں سے ایک عجیب قدرت اور اس کے پیارے جلووں میں سے ایک حسین جلوہ ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

"عربی زبان میں میری باوجود کمی کوشش اور کوتاہی جستجو کے جو مجھے کمال حاصل ہے وہ میرے رب کی طرف سے ایک کھلا نشان ہے تا وہ لوگوں پر میرے علم اور میرے ادب کو ظاہر کرے۔ پس کیا تم مخالفوں کے گروہ میں سے کوئی ہے جو میرے مقابل پر آوے؟ اور اس کے ساتھ مجھے یہ فخر بھی حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے چالیس ہزار مادہ عربی کا سکھایا گیا ہے اور مجھے ادبی علوم پر پوری وسعت دی گئی ہے۔"

(عربی سے ترجمہ۔ انجامِ آتھم صفحہ ۲۳۴)

جب اس پر بھی کوئی مقابلے کے لئے نہ اُٹھا تو آپ نے اذنِ الٰہی سے ایک اور رنگ میں اہلِ علم، ادبا اور فضلا پر اتمامِ حجّت فرمائی۔ آپ نے سورۃ الفاتحہ کی فصیح و بلیغ عربی میں تفسیر لکھی اور اسے "اعجاز المسیح" کے نام سے شائع کر دیا۔ اس میں بیان کردہ حقائق و معارف کو اپنے خداداد علمِ قرآن اور بلاغتِ بیان پر ایک روشن دلیل ٹھہراتے ہوئے آپ نے تحریر فرمایا:-

"وَ اِنّی اُرِیْتُ مبشّرةً فی لیلة الثلثاء اذ دعوتُ اللّٰہ ان یجعلہ معجزةً للعلماء ودعوت ان لا یقدر علی مثلہ احدٌ من الادباء ولا یُعطی لھم قدرة علی الانشاء فاُجیب دعائی فی تلک اللیلة المبارکة من حضرة الکبریاء وبشّرنی ربّی وقال منعہ مانعٌ من السماء ففھمتُ انّہ یشیر الٰی ان العدا لا یقدرون علیہ ولا یاتون بمثلہ ولا کصفتہ۔"

یعنی جب مَیں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ اسے علماء کے لئے ایک معجزہ بنائے اور کوئی ادیب اس کی نظیر لانے پر قادر نہ ہو سکے اور ان کو لکھنے کی بھی توفیق نہ ملے تو مجھے اس مبارک رات۔ جو سہ شنبہ (منگل) کی رات تھی۔ دعا قبول کی گئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی کہ آسمان سے روکنے والے نے اسے روک دیا ہے جس سے مَیں سمجھا کہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ دشمن اس کی مثل لانے پر قادر نہیں ہو سکیں گے اور نہ ہی اس کی نظیر لا سکیں گے نہ بلحاظ اس کی فصاحت و بلاغت کے اور نہ بلحاظ ان حقائق اور معارف کے جو اس میں بیان کئے گئے ہیں۔ بلکہ آپ نے اس کتاب کے سرورق پر بھی

بطور تحدّی تحریر فرمایا :-

"وَمَن کَامَ للجواب و تنمّر فسوف یرٰی اَنَّہٗ تندّمُ و تذمّر"

کہ جو شخص بھی اس کتاب کا جواب لکھنے کے لئے تیار ہوگا اور شوخی دکھائے گا تو وہ جلد ہی ندامت، حسرت اور نامرادی کا شکار ہوگا۔

چنانچہ اس عظیم الشان پیشگوئی کے مطابق ہندوستان کے کسی عالم فاضل یا ادیب کو توفیق نہ ملی کہ اس جیسی تفسیر لکھے یا ان دلائلِ ساطعہ کا جواب دے جو آپ نے اپنے دعویٰ کی صداقت میں اس کے اندر بیان فرمائے تھے۔

علماء پر اتمامِ حجّت کرنے کے بعد آپ نے عرب ممالک کی طرف رجوع فرمایا اور اعجاز المسیح کے نسخے مصر کے علماء و مدیران، مجلّات و جرائد کو ارسال کئے جن میں سے بعض نے اس کی فصاحت و بلاغت کی بہت تعریف کی۔ مثلاً قاہرہ کے اخبار المناظر اور الھلال نے اسے ایک اعجازی تصنیف قرار دیتے ہوئے اس پر تبصرے کئے۔ تاہم رسالہ المنار کے مدیر السیّد محمد رشید رضا نے اس کے بعض مضامین سے اختلاف کرتے ہوئے اور اس کی بعض عبارات کو عرب محاورہ کے خلاف قرار دیتے ہوئے یہ تعلّی کی کہ

اِنَّ کثیراً من اھل العلم یستطیعون اَن یکتبوا خیراً منہ فی سبعۃ ایام

(المنار جلد ۴ صفحہ ۴۶۶)

کہ بہت سے علماء اس سے بہتر تفسیر سات دن میں لکھ سکتے ہیں۔

یہ ایسا ہی دعویٰ تھا جیسے لوگ قرآن کریم کے مقابل پر یہ تو کہتے رہے کہ لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ ھٰذَا کہ اگر ہم چاہیں تو اس کی مانند ہم بھی بنا سکتے ہیں مگر عملاً کسی کو قرآن کی نظیر لانے کی توفیق نہ ملی۔

رسالہ المنار کے اس تبصرہ سے متعلق جب بانیٔ سلسلہ نے اللہ تعالیٰ کے حضور توجّہ کی تو آپ کے دل میں ڈالا گیا کہ آپ اس کے جواب میں ایک اور رسالہ تالیف کریں۔ چنانچہ آپ نے "الھدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ" کے نام سے اسی فصاحت و بلاغت کے ساتھ ۱۳۰ صفحات کا ایک اور رسالہ تحریر فرمایا اور اس کے ساتھ مدیر المنار کو مخاطب کرتے ہوئے یہ پیشگوئی فرمائی کہ

اَم لَہٗ فی المراءِ ید۔ طٰغٰی فسیھزم فلا یرٰی نبأ من اللہ الذی یعلم

یعنی کیا اسے فصاحت و بلاغت میں بڑا کمال حاصل ہے وہ عنقریب گریز کر جائے گا اور پھر نظر نہ آئے گا۔ یہ پیشگوئی اس خدا کی طرف سے ہے جو نہاں در نہاں کو جاننے والا ہے۔

جب یہ کتاب چھپ کر مدیر المنار کے پاس پہنچی تو اس پر مکمل سکوت طاری ہوگیا اور اس کے بعد اسے کچھ لکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔

تحریر کے ساتھ ساتھ آپ کو اللہ تعالیٰ نے عربی میں تقریر کا ملکہ بھی خارقِ عادت طور پر عطا فرمایا۔ اس کا تاریخی شاہد آپ کا وہ خطبہ عید ہے جو ۱۱؍ اپریل ۱۹۰۰ء کو عید الاضحیٰ کے موقع پر فصیح و بلیغ عربی میں آپ نے دیا۔ اس سے ایک دن قبل یعنی ۱۰؍ اپریل کو جو عرفہ کا دن تھا آپ نے ایک خط کے ذریعے حضرت مولانا حکیم نور الدین رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی کہ "میں آج کا دن اور رات کا کسی قدر حصّہ اپنے اور دوستوں کے لئے دعاؤں میں گذارنا چاہتا ہوں اس لئے تمام دوست جو یہاں موجود ہیں اپنا نام مع جائے سکونت لکھ کر میرے پاس بھیج دیں تاکہ دعا کرتے وقت مجھے یاد رہے۔"

(الحکم یکم مئی ۱۹۰۰ء زیرِ تاریخ ۱۱؍ اپریل ۱۹۰۰ء)

آپ کے اِس ارشاد کی تعمیل میں قادیان اور بیرونجات سے آئے ہوئے احباب کی فہرست تیار کر کے آپ کو دے دی گئی۔ اگلے دن علی الصبح آپ کو ایک ایسا الہام ہوا جو اپنی طرز کا نرالا تھا۔ آپ کو عید کا خطبہ عربی میں پڑھنے کا ربانی ارشاد مل چکا تھا جس کے ساتھ آپ کو یہ یقین بھی دلایا گیا تھا کہ ایسا کرنے کی طاقت آپ کو غیب سے عطا ہوگی۔ اِس سے قبل آپ نے کبھی عربی میں تقریر نہیں کی تھی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

"۱۱؍ اپریل ۱۹۰۰ء کو عید اضحی کے دن صبح کے وقت مجھے الہام ہوا کہ آج تم عربی میں تقریر کرو تمہیں قوت دی گئی۔ اور نیز یہ الہام ہوا کلامٌ اُفصحت من لدن ربٍّ کریم۔ یعنی اس کلام میں خدا کی طرف سے فصاحت بخشی گئی ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۲)

آپ نے اِس الہام سے کئی احباب کو قبل از وقت اطلاع کر دی اور پھر نمازِ عید سے قبل اپنے [illegible] دوران میں جو [illegible]

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو خاص طور پر تاکید فرمائی کہ وہ خطبہ ساتھ ساتھ قلمبند کرتے جائیں۔

نمازِ عید ادا ہونے پر آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور پھر یا عباد اللہ ... کے الفاظ کے ساتھ فی البدیہہ عربی خطبہ دینا شروع کر دیا۔ سننے والوں کا بیان ہے کہ آپ پر اُس وقت ایک خاص حالت طاری تھی۔ چہرہ سُرخ اور نہایت درجہ نورانی ہوگیا تھا اور آپ کی آواز میں بھی ایک تغیّر محسوس ہوتا تھا۔ آپ کی زبان پر فصیح و بلیغ کلمات اس قدر تیزی سے جاری تھے کہ کاتبین کا ساتھ چلنا مشکل ہو رہا تھا۔ دورانِ خطبہ ایک بار آپ نے فرمایا

"اب لکھ لو پھر یہ لفظ چلے جاتے ہیں۔"

جب آپ خطبہ پڑھ کر بیٹھ گئے تو احباب کی درخواست پر مولانا عبدالکریم صاحب اس کا ترجمہ سُنانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اس سے پیشتر کہ مولانا موصوف ترجمہ سُنائیں، آپ نے فرمایا :-

"اِس خطبہ کا کل عرفہ کے دن عید کی رات میں جو میں نے دعائیں کی ہیں ان کی قبولیّت کے لئے نشان رکھا گیا تھا کہ اگر میں یہ خطبہ عربی زبان میں ارتجالاً پڑھ گیا تو وہ ساری دعائیں قبول سمجھی جائیں گی۔ الحمد للہ کہ وہ ساری دعائیں بھی خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق قبول ہوگئیں۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۰)

ابھی مولانا عبدالکریم صاحب ترجمہ سُنا رہے تھے کہ حضرت اقدس فرطِ جوش کے ساتھ سجدہ میں گر گئے۔ آپ کے ساتھ جملہ حاضرین نے بھی سجدہ کیا۔ سجدہ سے سر اُٹھا کر آپ نے فرمایا :-

"ابھی میں نے سُرخ الفاظ میں لکھا دیکھا ہے کہ "مبارک"۔ یہ گویا قبولیّت کا نشان ہے۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۱)

اِس خطبہ کا نظارہ آپ کے ایک صحابی حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں پیش کیا :-

"حضور نے کھڑے ہو کر یا عباد اللہ کے الفاظ سے فی البدیہہ عربی خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ آپ نے ابھی چند فقرے کہے تھے کہ حاضرین پر جن کی تعداد کم و بیش دو سو تھی وجد کی ایک کیفیت طاری ہوگئی۔ محویت کا یہ عالم تھا کہ بیان سے باہر ہے۔ خطبہ کی تاثیر کا وہ اعجازی رنگ پیدا ہوگیا کہ اگرچہ مجمع میں عربی دان معدودے چند تھے مگر سب سامعین ہمہ تن گوش تھے۔"

(روایاتِ صحابہ جلد ۱۴ بحوالہ تاریخ احمدیت حصہ سوم صفحہ ۴۲)

اِس مافوق العادت مظہر کا نقشہ بانیٔ سلسلہ اپنے الفاظ میں یوں بیان فرماتے ہیں :-

"عید الاضحیٰ کی صبح کو مجھے الہام ہوا کہ کچھ عربی میں بولو چنانچہ بہت احباب کو اس بات سے اطلاع دی گئی اور اس سے پہلے میں نے کبھی عربی زبان میں کوئی تقریر نہیں کی تھی لیکن اس دن میں عید کا خطبہ عربی میں پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایک بلیغ فصیح پُر معانی کلام عربی میں میری زبان پر جاری کی جو کتاب خطبہ الہامیہ میں درج ہے وہ کئی جزکی کتاب ہے جو ایک ہی وقت میں کھڑے ہو کر زبانی فی البدیہہ کہی گئی اور خدا نے اپنے الہام میں اس کا نام نشان رکھا کیونکہ وہ زبانی تقریر محض خدائی قوت سے ظہور میں آئی۔ میں ہرگز یقین نہیں مانتا کہ کوئی فصیح اور اہلِ علم اور ادیب عربی بھی زبانی طور پر ایسی تقریر کھڑا ہو کر کر سکے۔"

(نزول المسیح صفحہ ۲۱۰)

یہ خطبہ جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک نشان اور بانیٔ سلسلہ کے علمی اعجاز کا ایک بے نظیر کرشمہ ہے "خطبہ الہامیہ" کے نام سے چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔

بانیٔ سلسلہ کے علمی اعجاز اور مخالفین پر آپ کے علمی تفوق کی ایک اور بڑی مثال آپ کا وہ عظیم الشّان اعلان ہے جس نے عالمِ اسلام اور عالمِ عیسائیت کے اندر ایک ہیجان پیدا کر دیا۔ اب تک کیا مسلمان اور کیا عیسائی یہ عقیدہ رکھتے چلے آرہے تھے کہ خدا کے نبی حضرت مسیح ناصری علیہ السلام جو حضرت مریم کے بطن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے قریباً چھ سو برس قبل پیدا ہوئے فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ اس عقیدہ میں

مسلمانوں اور عیسائیوں میں اہم فرق یہ تھا کہ عیسائی اس بات کے قائل تھے کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت ہو کر ان کے گناہوں کا کفارہ ہو گئے۔ تین دن کے بعد پھر زندہ ہو گئے اور پھر چالیس دن زندہ رہ کر آسمان پر اٹھا لئے گئے جبکہ مسلمانوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ صلیب دئے جانے سے قبل آسمان کی طرف اٹھائے گئے تھے جہاں وہ اب تک جسم عنصری کے ساتھ زندہ موجود ہیں اور یہ جو احادیث نبویہ میں حضرت مسیح ابن مریم کے نزول کی خبریں ہیں تو ان سے مراد یہ ہے کہ وہی عیسیٰ ابن مریم آسمان سے نازل ہوں گے۔

لیکن ۱۸۹۰ء کے آخر میں آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ عظیم انکشاف ہوا کہ حضرت مسیح ناصریؑ فوت ہو چکے ہیں اور مسیح کی آمد ثانی کی پیشگوئیوں کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کو مبعوث فرمایا ہے اور علم الٰہی میں اسی طرح مقدر تھا چنانچہ اس بارے میں آپ پر پہلا انکشاف بذریعہ الہام ہوا:۔

"مسیح ابن مریم رسول اللہ
فوت ہو چکا ہے اور اس کے
رنگ میں ہو کر وعدہ کے
موافق تو آیا ہے، وکان
وعد اللہ مفعولاً"
(ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۱)

اگرچہ آپ کی مخالفت تو آپ کے دعویٰ ماموریت کے وقت سے ہی شروع ہو چکی تھی مگر اس اعلان کے بعد اس میں ایک نیا جوش پیدا ہوا۔ مسلمانوں میں غیظ و غضب کی لہر دوڑ گئی۔ علماء نے تکفیر بازی میں آسمان سر پر اٹھا لیا اور سارے ہندوستان میں مخالفت کی ایک زبردست آگ بھڑک اٹھی۔ علماء یہ ماننے کے لئے تیار نہ تھے کہ وہ عیسیٰ جنہیں وہ آج تک زندہ سمجھتے رہے ہیں اور جن کے آسمان سے نازل ہونے کی وہ امیدیں لگائے بیٹھے ہیں۔ وہ زندہ نہیں بلکہ فوت ہو چکے ہیں۔

لیکن جہاں سارے ہندوستان میں بانیٔ سلسلہ کے خلاف تکفیر بازی کا بازار گرم تھا وہاں اللہ تعالیٰ سعید روحوں پر نور ہدایت نازل کر کے انہیں صداقت سمجھنے اور اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرما رہا تھا۔ اس سلسلے میں قارئین کی دلچسپی کے لئے ایک واقعہ کا بیان ضروری سمجھتا ہوں۔

۱۸۹۱ء کا واقعہ ہے جب بانیٔ سلسلہ مولویوں، گدی نشینوں اور سجادہ نشینوں پر تحریری اور تقریری طور پر اتمام حجت کرنے کے لئے لدھیانہ میں وارد ہوئے تھے لدھیانہ ان دنوں مخالفت کا مرکز بنا ہوا تھا اور وہاں کے مقامی لوگوں نے مقابلہ کی تاب نہ لا کر بہت سے دیگر علماء کو بھی وہاں بلا لیا تھا۔ انہی میں سے لاہور کے ایک عالم مولوی رحیم اللہ تھے جنہوں نے آتے ہی بانیٔ سلسلہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ ان سے قبل خوشاب ضلع جہلم کے رہنے والے مولوی غلام نبی صاحب آکر مخالفت میں بڑی زوردار تقریریں کر رہے تھے۔ شہر میں ان کی دھوم مچی ہوئی تھی اور ہر جگہ ان کے علم و فضل کا چرچا ہو رہا تھا۔ ایک روز ان کی تقریر اسی محلہ میں ہوئی جس میں بانیٔ سلسلہ قیام فرما تھے۔ ہزاروں آدمی ان کی تقریر سننے کے لئے جمع تھے۔ وعظ اتنا زبردست تھا کہ چاروں طرف سے تحسین و آفرین اور مرحبا کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ دیگر علماء ان کے حسن بیان اور علم و عرفان کی بار بار داد دے رہے تھے۔ جب مولوی صاحب لیکچر ختم کر چکے اور چلنے لگے تو ایک جم غفیر ان کے ساتھ ہو لیا۔ یہ لشکر گزر رہا تھا کہ اچانک بانیٔ سلسلہ زنان خانہ سے مردانہ حصے کی طرف جانے کے لئے باہر نکلے۔ آپ نے جو مولوی صاحب کو یوں آتے دیکھا تو السلام علیکم کہہ کر خود ہی مصافحہ کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا اور پھر مولوی صاحب کا ہاتھ اسی طرح تھامے مردانہ میں تشریف لے آئے۔ باہر تمام لوگ اس انتظار میں کھڑے ہو گئے کہ دیکھتے ہیں آج کس طرح مولوی صاحب مرزا صاحب کو توبہ کراتے ہیں لیکن ارادہ الٰہی میں کچھ اور ہی مقدر تھا۔ مولوی غلام نبی صاحب دو زانو ہو کر آپ کے سامنے بیٹھ گئے اور پوچھنے لگے آپ نے وفات مسیح کا مسئلہ کہاں سے لے لیا۔ آپ نے فرمایا قرآن کریم سے، احادیث شریفہ سے اور علماء ربانی کے اقوال سے۔ مولوی صاحب نے قرآن مجید کی کوئی آیت پیش کرنے کے لئے کہا۔ اس پر آپ نے قرآن کریم کے دو مقامات یعنی سورۃ آل عمران میں آیت یٰعیسیٰ انی متوفیک پر اور سورۃ المائدہ میں فلما توفیتنی والی آیت پر نشان کر کے قرآن کریم ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ مولوی صاحب حیرت زدہ ہو کر کہنے لگے "متوفی" کے معنی وفات ضروری نہیں کیونکہ قرآن کریم میں یُوَفّٰی اُجُوْرَھُمْ (وہ ان کے اجر پورے پورے دے گا) بھی تو آیا ہے۔ بانیٔ سلسلہ نے فرمایا۔ مولوی صاحب یہ اور باب ہے اور وہ اور باب ہے۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ مولوی صاحب ششدر ہو کر رہ گئے۔ چونکہ وہ خود صاحب علم تھے فوراً یہ علمی نکتہ سمجھ گئے اور ان پر واضح ہو گیا کہ وہ کتنی زبردست غلطی میں مبتلا تھے اور پھر ذرا توقف کر کے بولے آپ صحیح فرماتے ہیں۔ قرآن آپ کے ساتھ ہے۔

بانیٔ سلسلہؑ نے یہ سنا تو دریافت فرمایا۔ مولوی صاحب جب قرآن ہمارے ساتھ ہے تو آپ کس کے ساتھ ہیں؟

یہ سوال مولوی صاحب کو گھائل کر گیا اور وہ مرغ بسمل کی طرح تڑپ اٹھے اور پھر زار و قطار رونے لگے اور اس قدر روئے کہ ہچکی بندھ گئی۔ اسی حالت میں جواب دیا کہ یہ خطاکار بھی حضور کے ساتھ ہے۔ جب ذرا سنبھلے تو حضرت اقدسؑ کو مخاطب کر کے عرض کیا کہ میں اس وقت بموجب حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضورؐ کا پیغام آپ کو پہنچاتا ہوں اور پھر با آواز بلند السلام علیکم کہا۔ بانیٔ سلسلہ نے اس وقت جس عجیب انداز اور جس درد اور رقت بھری آواز کے ساتھ "وعلیکم السلام" فرمایا اس سے حاضرین مجلس پر ایک وجد اور سرور کی کیفیت طاری ہو گئی اور مولوی صاحب تو ماہی بے آب کی طرح پھر تڑپنے لگ گئے۔

ادھر راز و نیاز کا یہ عالم تھا اور ادھر کئی ہزار آدمی باہر کھڑا انتظار کر رہا تھا۔ جب کافی دیر ہو گئی تو لوگوں نے آوازیں دینی شروع کیں کہ جناب مولوی صاحب باہر آکر ہمیں بھی کچھ بتائیں۔ مولوی صاحب نے یہ شور و غوغا سن کر پیغام بھیجا کہ میں نے حق پا لیا ہے اب میرا تم سے کوئی کام نہیں۔ یہ سننا تھا کہ سب لوگ کافر کافر کہنے لگے اور پھر گالیاں دیتے اور غل غپاڑہ کرتے ہوئے منتشر ہو گئے۔

بانیٔ سلسلہؑ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر یہ نکتہ پیش کیا تھا کہ قرآن کریم میں کہیں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر نہیں اور جو رَافِعُکَ اِلَیَّ (میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا) یا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ (اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا) کے الفاظ آتے ہیں۔ یہ مقام مدح میں ہیں اور وفات کے بعد روحانی رفعت کے اظہار کے لئے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ وقت گذرنے کے ساتھ آپؑ کے مخالف علماء کو بھی باوجود مخالف رہنے کے آپ کی قوت استدلال کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑا چنانچہ مولانا عبید اللہ سندھی، سر سید احمد خان، مولانا ابو الکلام آزاد حتیٰ کہ شاعر مشرق علامہ اقبال نے بھی یہ حقیقت تسلیم کر لی کہ رَفَعَ سے مراد روحانی رفع ہے نہ کہ جسمانی۔ اور یہ کہ قرآن کریم سے حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر جانے کا کہیں ثبوت نہیں ملتا۔

علماء ہند کے علاوہ بعض چوٹی کے عرب علماء نے بھی بانیٔ سلسلہ کے علم کلام کی عظمت کا اعتراف کیا چنانچہ الاستاذ محمود شلتوت جو ازہر یونیورسٹی کے ریکٹر ہونے کے علاوہ مفتی مصر کے عہدہ جلیلہ پر بھی فائز رہے لکھتے ہیں:۔

انّهُ لیس فی القرآن الکریم
ولا فی السّنّة المطهّرة
مُستندٌ یصلح لتکوین
عقیدةٍ یطمئنّ الیها
القلبُ بأنّ عیسیٰ رُفع
بجسدہٖ اِلی السّماءِ و
اِنّهُ الی الآن فیها۔
(الرسالۃ ۱۵ مئی ۱۹۴۲ء
جلد ۱ صفحہ ۶۴۲ مطبوعہ مصر)

کہ قرآن کریم یا سنت مطہرہ میں کوئی ایسی مستند عبارت نہیں ہے جس سے اطمینان پیدا کرنے والا یہ عقیدہ نکلتا ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام مع اپنے جسم کے آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور وہ اب تک وہاں موجود ہیں۔

بلکہ ایک اور جید عالم نے بانیٔ سلسلہ کے اس انکشاف سے کہ حضرت عیسیٰؑ صلیبی موت سے بچنے کے بعد بلاد مشرقیہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے اتفاق کرتے ہوئے لکھا:

فَفِرارُهٗ اِلی الهند و
مَوتُهٗ فی ذٰلك البلدة
لیس ببعیدٍ عقلاً و نقلاً
کہ حضرت مسیحؑ کا ہندوستان کی طرف ہجرت کر جانا اور ان کا اسی شہر (سرینگر) میں وفات پا جانا عقلی اور منقولی اعتبار سے بعید از قیاس نہیں ہے۔
(المنار جلد ۵ صفحہ ۹۰۰)

یہ رائے دینے والے علامہ رشید رضا ہیں جو سابق مفتی مصر ہونے کے علاوہ رسالہ المنار کے ایڈیٹر بھی تھے۔

بانیٔ سلسلہ نے ربانی تفہیم کی بناء پر وہ عقدہ بھی حل کر دیا جو اہل اسلام اور نصاریٰ کے درمیان موضوع بحث بنا ہوا تھا یعنی یہ کہ اگر حضرت مسیحؑ کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق ... [illegible]

صلیب سے پہلے ہی آسمان پر اُٹھا لیا تھا تو صلیب پر لٹکایا جانے والا شخص کون تھا

آپ نے وما قتلوہ وما صلبوہ (نہ وہ اسے قتل کر سکے اور نہ صلیب پر مار سکے) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ وما صلبوہ میں جس چیز کی نفی ہوتی ہے وہ "صلیبی موت" ہے نہ کہ محض صلیب پر لٹکایا جانا۔ اس صورت میں آیت زیر بحث کے یہ معنی ہوں گے کہ یہود آپ کو قتل کرنے یا صلیب پر مارنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ یہ معنی نہیں کہ آپ کو صلیب پر لٹکایا ہی نہیں گیا تھا۔

اس طرح پر آپ نے ان تمام اقاصیص باطلہ کی نفی فرما دی جو بعض قدیم اور جدید مفسرین نے قرآن کریم کے حواشی پر درج کر دئے تھے اور جن سے حضرت مسیح کی زندگی ایک مضحکہ خیز افسانہ بن کر رہ گئی تھی۔

اسی طرح آپ نے آیت محولہ بالا کے اگلے حصہ ولکن شبہ لھم کی یہ تشریح فرمائی کہ صلیب پر سے اُتارے جانے کے بعد آپ پر بیہوشی طاری ہو گئی تھی جس وجہ سے آپ کو مُردہ سمجھ لیا گیا۔ بعد میں آپ کے بعض پوشیدہ حواریوں کی تدبیر اور علاج سے آپ کے اندر زندگی کے آثار پھر عود کر آئے۔ اس کے یہ معنی کرنا کہ "آپ کی صورت کسی اور پر ڈال دی گئی" بعید از قیاس ہے نہ ہی قرآنی الفاظ اس کے متحمل ہو سکتے ہیں۔

عیسائی دنیا میں ان انکشافات کا ردعمل زیادہ منظم صورت میں ظاہر ہوا چنانچہ ۱۸۹۴ء میں لندن میں ایک عالمی کانفرنس کے سامنے تقریر کرتے ہوئے لارڈ بشپ آف گلوسٹر ریورنڈ چارلس جان ایلی کاٹ نے اعلان کیا کہ:-

"اسلام میں ایک نئی حرکت کے آثار نمایاں ہیں۔ مجھے ان لوگوں نے جو صاحب تجربہ ہیں بتایا ہے کہ ہندوستان کی برطانوی مملکت میں ایک نئی طرز کا اسلام ہمارے سامنے آ رہا ہے اور اس جزیرے (جزیرہ برطانیہ۔ ناقل) میں بھی کہیں کہیں اس کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں ... یہ ان بدعات کا مخالف ہے جن کی بناء پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مذہب ہماری نگاہ میں قابل نفرین قرار پاتا ہے۔ اس نئے اسلام کی وجہ سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پھر وہی پہلی سی عظمت حاصل ہوتی جا رہی ہے۔" (ترجمہ)

تاہم بانیٔ سلسلہ نے سرینگر میں حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کا انکشاف کر کے چرچ کے عقائد پر ایک اور کاری ضرب لگائی اور اگرچہ اہل یورپ نے اس وقت اس کی طرف زیادہ توجہ نہ دی مگر قدرت خداوندی سے مشرق و مغرب میں پے در پے ایسی دستاویزی شہادات میسر آنے لگیں جنہوں نے بانیٔ سلسلہ کی علمی فضیلت کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا۔

سب سے پہلی دستاویزی شہادت اسکندریہ کے آثارِ قدیمہ سے دستیاب ہونے والا وہ مکتوب ہے جس میں صلیبی واقعہ کے چشم دید حالات درج ہیں اور یہ لکھا ہے کہ کس طرح پر حضرت مسیح کو بیہوشی کی حالت میں صلیب پر سے اتارا گیا اور پھر کس طرح آپ زخموں سے صحتیاب ہونے کے بعد کسی دُور دراز مقام کی طرف ہجرت کر گئے۔

یہ مکتوب CRUCIFIXION BY AN EYE WITNESS یعنی "واقعہ صلیب کی عینی شہادت" کے نام سے امریکن بک ایجنسی شکاگو نے ۱۹۰۷ء میں شائع کیا۔

دوسری شہادت ہندوؤں کی ایک مقدس کتاب "بھوشیہ مہاپران" سے ملتی ہے جس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ مسیح کوہ ہمالیہ کے پہاڑوں میں دیکھے گئے۔ راجہ شالباہن سے ان کی ملاقات ہوئی اور انہوں نے بتایا کہ میں ایک کنواری کے بطن سے پیدا ہوا اور میرا نام عیسیٰ مسیح ہے۔ یہ کتاب ۱۹۱۰ء میں سری پرتاپ سنگھ والیٔ کشمیر کے حکم سے بمبئی میں شائع ہوئی۔

تیسری شہادت تاریخ کشمیر قلمی کا وہ ورق ہے جس میں لکھا ہے کہ راجہ گوپانند (گوپادت) کے عہد حکومت میں حضرت یوز آسف (جن کے نام پر سرینگر کی قبر ہے) بیت المقدس کی جانب سے وارد ہوئے۔ آپ نے پیغمبری کا دعویٰ کیا، اپنی عمر کشمیر میں بسر کی اور یہیں وفات پائی۔

چوتھی شہادت بحیرہ مُردار کے مغربی ساحل پر قمران کی وادی میں سے نکلنے والے وہ صحیفے ہیں جن میں ایک "صادق استاد" اور اس کی جماعت کی زندگی کے حالات لکھے ہیں اور یہ لکھا ہے کہ اس نے دشمنوں کے ہاتھوں بہت تکلیف اٹھائی مگر خدا تعالیٰ نے اسے موت سے بچا لیا۔ ماہرین کے نزدیک "صادق استاد" سے مراد حضرت مسیح ناصری ہیں۔ چنانچہ کیمبرج یونیورسٹی کا ایک پروفیسر ڈاکٹر جے۔ ایل۔ ٹیشنر رقمطراز ہے:-

"بحیرہ مُردار کے صحائف میں "صادق استاد" اور اس کی غریب جماعت کا ذکر ہے اور تعلیمات کو بگاڑنے والے ایک شخص کا بھی۔ یہ غریب جماعت ایبونی عیسائی ہیں جو یہودی ہیں جو مسیح پر ایمان لائے تھے اور انہوں نے یہودی شریعت پر برابر عمل جاری رکھا۔ یہ مقدس استاد یسوع ناصری ہیں۔"
("THE SCROLLS FROM THE DEAD SEA" BY EDMOND WILSON)

اور سب سے بڑھ کر کفنِ مسیح پر ہونے والی وہ یورپی تحقیق ہے جس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مسیح کو جب صلیب پر سے اُتارا گیا تھا تو آپ کا دل حرکت کر رہا تھا۔ دوسرے الفاظ میں آپ میں زندگی موجود تھی۔ یہ تحقیق پہلی بار جرمن زبان میں ۱۹۵۷ء میں JESUS NICHT AM KREUTZ GESTORBEN یعنی "مسیح نے صلیب پر وفات نہیں پائی" کے عنوان سے شائع ہوئی اور اب اس کے منتخب یورپی زبانوں میں تراجم چھپ چکے ہیں۔

ان انکشافات نے جہاں صلیبی عقائد کی قلعی کھول کر رکھ دی وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنے والے مسیح کے ہاتھ سے کسر صلیب ہوگی اور جس کی تشریح فرماتے ہوئے بانیٔ سلسلہ لکھتے ہیں:-

"اس پیشگوئی میں یہی اشارہ تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں خدا کے ارادہ سے ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے جن کے ذریعہ سے صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت کھل جائے گی .... پس ضرور تھا کہ آسمان ان امور اور ان شہادتوں اور ان قطعی اور یقینی ثبوتوں کو ظاہر نہ کرتا جب تک کہ مسیح موعود دنیا میں نہ آتا اور ایسا ہی ہوا اور اب سے جو وہ موعود ظاہر ہوا ہر ایک کی آنکھ کھلے گی اور غور کرنے والے غور کریں گے کیونکہ خدا کا مسیح آ گیا۔ اب ضرور ہے کہ دماغوں میں روشنی اور دلوں میں توجہ اور قلموں میں زور اور کمروں میں ہمت پیدا ہو۔"
(مسیح ہندوستان میں صفحہ ۶۲)

زندہ نشان

(مکرم عبدالحمید خان صاحب شوق۔ لاہور)

فضائے ربوہ میں ہے آج ایک کیف و سرور ٭ زہے نصیب کہ تشریف لا رہے ہیں حضور
خوشا نصیب زیارت ہوئی نصیب مرے ٭ ہزار شکر کہ اپنے امام کا ہے ظہور
یہ مومنوں کا بحمد اللہ اجتماعِ عظیم ٭ یہ سرزمین دعاؤں سے ہو گئی معمور
یہ جلسہ مہدیٔ مسعود کی کرامت ہے ٭ خدا کے فضل کا زندہ نشان ہے مشہور
یہ تین روز ہیں سرمایۂ نشاط انگیز ٭ ضیائے دینِ خدا سے دل و نظر پُرنور
نماز و روزہ و تسبیح لے کے آیا ہوں ٭ یہی کمایا ہے میں نے مرے رحیم و غفور
ملی ہے دولتِ آہِ سحرگہی مجھ کو ٭ خرد نہیں ہے مگر دل ہے نور سے معمور
خدا تمہیں بھی پلائے مئے حیات افروز ٭ عطا تمہیں بھی کرے دولتِ تمیز و شعور
امام مہدیٔ آخر زماں کو پہچانو ٭ یہی خدا و رسولِ خدا کو ہے منظور
بہت ہی عاجز و کمزور و دل شکستہ ہوں ٭ بدن میں جان نحیف و نزار و چکنا چور

ہوئی نصیب مجھے شوقِ بیعتِ مہدی
خدا نے اپنے کرم سے کیا مجھے منظور

جاپان میں لنڈن کانفرنس کے خوشکن اثرات اور ردِ عمل

اخبارات میں کانفرنس پر تفصیلی مضامین اور خطوط کی اشاعت کا ہمہ گیر سلسلہ

مکرم جناب عطاء المجیب صاحب راشد مبلغ جاپان حال وارد ربوہ

> اخبارات میں کانفرنس کے موضوع سے متعلق بعض مضامین کی اشاعت کے نتیجہ میں خطوط کے ذریعہ تبادلہ خیالات کا ایک طویل سلسلہ چل نکلا۔ جو نہ صرف کئی ماہ تک بھرپور انداز میں جاری رہا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی نہ کسی رنگ میں اب بھی جاری ہے۔

جاپان کا ملک اگرچہ جغرافیائی لحاظ سے لنڈن سے بہت دور واقع ہے۔ جہاں حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیبی موت سے نجات پانے کے موضوع پر عالمگیر کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا۔ لیکن یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اس کے تصرف کا کرشمہ ہے کہ کرۂ ارض کے دوسرے دور دراز علاقوں اور گوشوں کی طرح جاپان میں بھی اس کانفرنس نے ایک مثبت اور نمایاں ردِ عمل پیدا کیا اور بہت واضح اثرات ظہور پذیر ہوئے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

کسی قدر تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس کانفرنس کے انعقاد سے بہت پہلے اخبارات میں کانفرنس کے موضوع سے متعلق بعض مقالات کی اشاعت نے تبادلۂ خیالات کے ایسے سلسلہ کو جاری کر دیا۔ جو نہ صرف کئی ماہ تک بھرپور طور پر جاری رہا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب بھی کسی نہ کسی رنگ میں جاری ہے۔ اور محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس موقعہ سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلامی نقطۂ نظر بار بار، متنوع اور مؤثر انداز میں پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوتی رہی ہے۔

خدمتِ اسلام کے سب مواقع خود اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اور تصرف سے مہیا فرماتا ہے۔ ۲۴ مارچ ۱۹۷۸ء کو جاپان کے موقر ترین انگریزی اخبار "THE JAPAN TIMES" میں کفن مسیح کے بارہ میں ایک تاریخی نوعیت کا مضمون شائع ہوا جس میں علاوہ اور باتوں کے یہ بھی درج تھا کہ کفن مسیح ۹۹ر۹۹ فیصد مستند اور اصلی ہے۔ خاکسار نے مناسب موقعہ دیکھ کر ایڈیٹر کے نام خط میں یہ لکھا کہ بقول مصنف کفن مسیح کی ثقاہت بپایۂ ثبوت پہنچ چکی ہے۔ لیکن اس کے بعد سب سے اہم بات کا انہوں نے کوئی ذکر نہیں کیا۔ جو یہ ہے کہ کفن مسیح کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب سے زندہ اتر سے تھے اور یہ حقیقت ساری عیسائیت کو باطل ثابت کر دیتی ہے۔ ۴ اپریل کے اخبار میں میرے اس خط کی اشاعت نے عیسائی حلقوں میں ایک حرکت پیدا کر دی اور اخبار مذکور میں ۱۱ اور ۱۶ اپریل کو تین خطوط جواب میں شائع ہوئے جن میں میرے موقف کو چیلنج کیا گیا تھا۔ خاکسار نے ان خطوط کے جواب میں ایک مفصل مکتوب لکھا۔ جو ۱۹ اپریل کے اخبار میں شائع ہو گیا۔ خاکسار نے کفن مسیح کی مکمل تاریخ بیان کرتے ہوئے KURT BERNA کی تحقیق کو اپنے موقف کی تائید میں پیش کیا۔ نیز یہ بھی ذکر کیا کہ جماعت احمدیہ جو مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات کی علمبردار ہے۔ جون کے شروع میں ایک عالمگیر کانفرنس لنڈن میں منعقد کر رہی ہے۔ میرے اس مفصل جواب نے تو گویا جلتی پر تیل کا کام کیا۔ اور اخبار مذکور کے دفتر میں بہت کثرت سے قارئین کے خطوط آنے لگے۔ ایک موقعہ پر ایڈیٹر نے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ انہیں تیس سے زائد خطوط ملے۔ جن میں سے سات آٹھ خطوط انہوں نے وقتہ وقتہ سے شائع کر دیئے۔

ان خطوط میں بیان ہونے والے امور پر تبصرہ کرتے ہوئے میں نے پھر مفصل خط ارسال کیا۔ جو کافی دنوں تک شائع نہ ہوا تو میں نے اخبار کے ایڈیٹر سے اس بارہ میں بات چیت کی۔ انہوں نے ساری صورت حالات ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اب چونکہ اس موضوع پر بہت اظہار خیال ہو چکا ہے۔ اور خطوط کا ایسا لمبا سلسلہ شروع ہو گیا ہے جو رکنے کا نام نہیں لے رہا۔ اور ہمیں سب قارئین کی پسند ناپسند بھی مدِ نظر ہوتی ہے۔ اس لئے اب ہم اس سلسلہ کو جلد ہی ختم کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ طے ہوا کہ میں سارے خطوط کے نکات کو سامنے رکھتے ہوئے ایک جوابی مکتوب لکھوں جو وہ شائع کر دیں گے۔ اور اس سلسلہ کو اسی خط پر ختم کر دیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۲۰ مئی ۱۹۷۸ء کے اخبار میں میرے موقف کی مخالفت میں عیسائی بشپ کا ایک اور خط شائع کرنے کے ساتھ سب سے آخر میں میرا مفصل مکتوب بھی شائع کر دیا اور ساتھ ہی اعلان کر دیا۔ کہ اب اس موضوع پر تبادلہ خیالات بند کیا جاتا ہے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خاکسار کو ایک بار پھر اسلامی نقطۂ نظر بیان کرنے کی توفیق مل گئی۔ اپنے مفصل مکتوب میں (جسے شائع کرنے کے لئے اخبار کو معمول سے زیادہ جگہ دینی پڑی) خاکسار نے ایک امر یہ بیان کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیب سے نجات کا عقیدہ حال کی دریافت نہیں ہے بلکہ قرآن مجید نے جو اصولی صداقتوں پر مشتمل ہے۔ چودہ سو سال قبل اس تاریخی صداقت سے نقاب اٹھایا تھا۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے انہی قرآنی حقائق کی بنیاد پر بائیبل، تاریخ اور طب کی کتابوں کے حوالہ سے دلائل قاطعہ کو یکجا کر کے بڑی وضاحت کے ساتھ عصر حاضر میں پہلی بار دنیا کے سامنے اس صداقت کو پیش کیا کہ واقعی حضرت مسیح علیہ السلام صلیب سے زندہ اترے تھے۔ اس ضمن میں خاکسار نے "مسیح ہندوستان میں" اور سلسلہ کی دیگر کتب کا تذکرہ کیا۔ مزید لکھا کہ بائیبل کی مجموعی شہادت بھی ہمارے موقف کی تائید کرتی ہے۔ چنانچہ از روئے بائیبل حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر نہیں مرنا چاہئے تھا کیونکہ

اوّل۔ اس قسم کے کفارہ کا بائیبل میں کوئی ذکر نہیں

دوم۔ مسیح علیہ السلام خود بطور کفارہ قربان کئے جانے کے قائل نہ تھے۔ اور نہ ہو سکتے تھے۔ جبھی تو ساری رات صلیبی موت سے نجات کے لئے عاجزی سے دعائیں کرتے رہے۔

تیسرے۔ اگر صلیبی موت ثابت ہو جائے۔ تو حضرت یونسؑ سے مشابہت کا نشان باطل ٹھہرتا ہے۔

چوتھے۔ صلیبی موت لعنتی موت ہے جو ہرگز ایک نبی کے شایانِ شان نہیں۔

پانچویں۔ صلیبی موت کی صورت میں ان کا مشن بھی ادھورا اور نامکمل رہتا ہے جو ایک نبی کی شان سے بعید ہے۔

یہ سب امور باحوالہ بیان کرنے کے بعد خاکسار نے بتایا کہ اصل واقعات بتاتے ہیں کہ دراصل حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ اس سلسلہ میں خاکسار نے جن دلائل کا ذکر کیا۔ ان میں صلیب پر لٹکے رہنے کا مختصر وقت، پیلاطوس کی بیوی کا خواب اور اس کا ہمدردانہ رویہ، حضرت مسیحؑ کا پیاس اور ٹانگیں توڑے جانے سے محفوظ رہنا اور پسلی سے خون اور پانی کے بہہ نکلنے وغیرہ کے امور شامل تھے خط میں لکھا گیا تھا۔ کہ یہ سب امور صلیبی موت

سے نجات کے قوی قرائن ہیں۔ پھر حادثہ صلیب کے فوراً بعد تیمارداری، علاج اور خاص طور پر مرہم عیسیٰ کے استعمال سے ان کا صحت یاب ہو جانا نہ صرف یہ کہ ہر شبہ سے بالاتر ہے بلکہ اصل واقعات سے عین مطابقت رکھتا ہے۔ یہ بھی لکھا گیا کہ ادویات جو جسم پر لگائی گئیں۔ اور مختلف گیسیں جو جسم کے نتھنوں سے نکلیں۔ انہوں نے اس نقش کے پیدا ہونے کے عمل کو تیز تر کر دیا۔ جواب بھی کفن مسیح کے نام سے موسوم چادر پر مرتسم ہے۔ اور اس بات کا ثبوت ہے کہ اس چادر میں لپیٹا جانے والا جسم زندہ تھا۔ پادری صاحبان نے میرے سابقہ خطوط کے جواب میں مختلف توجیہات بیان کی تھیں۔ اور ان کے جواب میں خاکسار نے INTERPRETER'S BIBLE کے صفحہ ۴۸۶ سے حوالہ پیش کی۔ جس میں واضح طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ مسیح کی پسلی سے خون اور پانی بہہ نکلنے کے سلسلہ میں عیسائیوں کی طرف سے اپنے موقف کی تائید میں "جو مختلف طبی وضاحتیں پیش کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے وہ ہمارے ذہن کو پوری طرح مطمئن نہیں کر سکیں۔ اور طبی لحاظ سے انتہائی مشکوک ہیں"۔ ایک شخص نے لکھا تھا کہ مسیح علیہ السلام کی صلیب کے قریب موجود سپاہی نے ان کے مرنے کا اعلان کیا تھا۔ جو کافی سمجھنا چاہیئے۔ خاکسار نے جواب میں لکھا کہ اول تو اس سپاہی نے صرف ظاہر پر ایک قیاس کیا ہے۔ طبی معائنہ کے بعد کوئی باقاعدہ اعلان نہیں کیا۔ اور بیہوش انسان کو مردہ تصور کر لینے کی غلطی بہت عام ہے۔ پھر اس کا اعلان بھی پوری طرح واضح نہیں۔ اور سب سے اہم بات یہ ہے۔ کہ پیلاطوس حاکم نے جو ایک معمولی سپاہی سے یقیناً زیادہ تجربہ کار اور بالغ نظر تھا اس نے حضرت مسیح کی موت کا تذکرہ سن کر حیرت کا اظہار کیا۔ کیونکہ اس کے تجربہ اور مشاہدہ میں اس قدر قلیل وقت میں کسی صحت مند نوجوان کا مر جانا ناممکن تھا۔ پس پیلاطوس حاکم کی شہادت ایک ادنیٰ سپاہی کے بیان پر یقیناً فوقیت رکھتی ہے۔ الحمدللہ کہ یہ سارا مفصل مکتوب شائع ہوا اور اس پر اس تبادلۂ خیالات کا اختتام ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے اشاعت حق کا مزید یہ سامان کیا کہ تبادلۂ خیالات کا سلسلہ ایک بار ختم ہونے کے بعد پھر شروع ہو گیا اور اس بار موضوع کفن مسیح کی بجائے براہ راست یہ ہو گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام (کی وفات) کے بارہ میں مختلف نظریات کیا ہیں۔ دنیا کی مشہور خبر رساں ایجنسی REUTER نے لندن کانفرنس کے بعد ایک مفصل مضمون

"اگرچہ کانفرنس لنڈن میں منعقد ہوئی لیکن اس کے عالمگیر اثرات ہزارہا میل دور جاپان میں بھی بڑی شدت سے ظاہر ہوئے۔ اخبارات میں مضامین خبروں اور خطوط کی مسلسل اور پے در پے اشاعت کی وجہ سے جاپان کے لاکھوں باشندوں تک اسلام کا پیغام پہنچا اور ان پر یہ حقیقت واضح ہوئی کہ جماعت احمدیہ ساری دنیا میں محبت اور پیار کے ساتھ اسلام کا علم لہرانے میں مصروف ہے۔"

سرینگر میں مقیم نمائندہ کے حوالہ سے جاری کیا۔ جس میں جماعت احمدیہ کا تعارف اس رنگ میں کروایا گیا ہے کہ یہ اسلامی فرقہ حضرت مسیح علیہ السلام کے سرینگر میں مدفون ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے۔ یہ مضمون ۱۴ر جولائی کے اخبار "جاپان ٹائمز" میں شائع ہوا۔ اس مضمون پر تبصرہ کرتے ہوئے چار اشخاص نے خطوط لکھے۔ اور اس نظریہ کو دلچسپ قرار دیا۔

خاکسار نے موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اخبار کے نام ایک خط لکھ دیا جس میں پوری تفصیل کے ساتھ بتایا کہ کیوں اور کن دلائل کے ساتھ جماعت احمدیہ یہ نظریہ رکھتی ہے۔ خط کے آخر میں ان کتب کی فہرست بھی دی گئی۔ جن میں احمدیہ نقطۂ نظر کے تائیدی دلائل اور تفاصیل مندرج ہیں۔ میرا یہ خط ۲۹ اگست کے اخبار میں شائع ہوا۔ اس خط نے ایک بار پھر خطوط کا لمبا سلسلہ جاری کر دیا مختلف لوگوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ یہ سلسلہ ۱۲ر نومبر تک جاری رہا۔ دو دو تین تین دنوں کے وقفہ سے لوگوں کے خطوط شائع ہوتے رہے۔ مجھے بھی دو تین بار محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلامی نقطۂ نظر کی وضاحت کرنے اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کے جوابات دینے کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

لنڈن کانفرنس کے انعقاد کا تذکرہ جاپانی اخبارات میں ہوتا رہا۔ ۲ر جولائی کو اخبار (THE DAILY YOMIUR) نے لنڈن کانفرنس کی خبر چار کالمی عنوان کے ساتھ نمایاں طور پر شائع کی۔ خبر کے شروع میں اخبار نے لکھا کہ لنڈن کانفرنس نے برطانیہ کے عیسائی حلقوں کو دعوت مناظرہ دینے کی تحریک اور جس تجویز کو انہوں نے بہت مشکل تصور کیا تھا وہ احمدیہ جماعت کے سربراہ نے فوری طور پر قبول کر لی ہے۔ پھر مزید لکھا کہ بانی جماعت احمدیہ نے

قرآن اور بائیبل کی روشنی میں اس نظریہ کو پیش کیا ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ اور لنڈن کانفرنس میں اس موضوع پر عالمانہ مقالہ جات پڑھے گئے۔ اخبار نے لکھا کہ جماعت احمدیہ کے سربراہ حضرت مرزا ناصر احمد نے کینٹربری کے آرچ بشپ کو بھی دعوت دی ہے کہ وہ الگ الگ یا باہم مل کر اس گفتگو میں شریک ہوں کیونکہ صلیبی موت کا عقیدہ ایسا اہم ہے۔ جس پر عیسائیوں کے سب فرقے اپنے اندرونی اختلافات کے باوجود متفق اور یک زبان ہیں۔

۱۱ر جولائی کو خاکسار کی اہلیہ قانتہ شاہدہ کا ایک خط اخبار "ASAHI EVENING NEWS" میں شائع ہوا۔ اس خط میں لنڈن کانفرنس کی تفصیل کا ذکر کیا گیا۔ اور یہ بتایا گیا کہ ایک وقت حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت کا تذکرہ ہوا تھا اور اب یہ صدا دنیا میں گونج رہی ہے کہ حضرت مسیح صلیب سے نجات پا گئے ہیں۔ گویا عیسائیوں کے زعم میں نجات دہندہ کے خود نجات پانے کی بازگشت اب دنیا میں سنائی دیتی ہے۔ برٹش کونسل کے چیلنج اور حضور ایدہ اللہ کی طرف سے اس کی منظوری کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھا گیا کہ چونکہ ایشیا کے ایک دارالحکومت میں بات چیت بھی تجویز کی گئی ہے۔ اس لئے جاپان کے آرچ بشپ حضرات کو یہ دعوت قبول کر لینی چاہیئے۔ تا ٹوکیو میں یہ گفتگو ہو سکے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہد آفرین اعلان کی اشاعت کی غرض سے احمدیہ مسلم مشن جاپان کی طرف سے چرچ کا اصل چیلنج اور حضور کی طرف سے منظوری کا اعلان ایک تعارفی خط کے ساتھ چھپوا کر جاپان کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ایک سو سے زائد چرچوں اور مذہبی ادارہ جات کے سربراہوں کے نام بھجوایا گیا۔ یہ خطوط ۲۵ جون کو خاص طور پر ٹوکیو، اوساکا اور ناگاساکی کے آرچ بشپ حضرات کے علاوہ سارے جاپان کے آرچ بشپ کے نام بھی بھجوائے گئے۔ ایک سو سے زائد کلیساؤں میں سے صرف دو بشپ حضرات نے جواب لکھا اور دونوں نے گفتگو کرنے سے صاف انکار کیا۔ ایک مشہور بشپ FR. GAETAMO COMPRI نے جنہوں نے اخبار میں بھی میرے خطوط کے جواب میں خط لکھا تھا ۱۹ر جولائی کو اپنے مختصر جواب میں لکھا کہ "I have no intention of getting involved in such a controversy" یعنی میں اس قسم کے تبادلۂ خیالات میں شامل ہونے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔

جاپان کے چار دوسرے آرچ بشپ حضرات نے کوئی جواب نہ دیا۔ کچھ عرصہ انتظار کے بعد میں نے ۲۰ر جولائی کو چاروں کے نام رجسٹری خطوط روانہ کئے۔ مگر پھر بھی جواب نہ آیا۔ ۱۴ر اگست کو تیسری بار ان چاروں آرچ بشپ حضرات کے نام رجسٹری خطوط لکھے۔ مگر پھر بھی کوئی جواب نہ آیا۔ ایک ماہ سے زائد عرصہ گزر جانے پر خاکسار نے اخبار جاپان ٹائمز کے نام ایک خط لکھا۔ جس میں یہ ساری تفصیل درج کر دی۔ اور مطالبہ کیا کہ چرچ کے ان ذمہ دار سربراہان کو یہ دعوت قبول کر لینی چاہیئے۔ اگر وہ کسی وجہ سے ایسا نہیں کرنا چاہتے۔ تو کم از کم میرے تین رجسٹرڈ خطوط کی رسید تو بھجوانی چاہیئے کہ یہ تو ادنیٰ رواداری کا ایک معمولی تقاضا ہے۔ میرا خط ۳۰ ستمبر کے اخبار میں چھپ گیا۔ لیکن جاپان کے آرچ بشپ حضرات پہلے کی طرح مہر بلب رہے۔ البتہ تین چار اور عیسائیوں نے اس صورت حال پر دلچسپ تبصرے کئے۔ اور بعض نے لکھا کہ چونکہ مسیح کی صلیبی موت ہمارے نزدیک ایک مسلّمہ حقیقت ہے اس لئے اس پر گفتگو نہیں ہو سکتی۔

۱۵ر اکتوبر کے اخبار میں ایک شخص MARK MAXEY نے لکھا کہ گفتگو کی یہ تجویز عیسائیوں کے لئے اسی طرح ناقابل قبول ہے۔ جس طرح مسلمانوں کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر بات چیت ناقابل قبول ہوگی۔

خاکسار نے ان سب خطوط کے جواب میں ۲۹ر اکتوبر کو ایک جوابی مکتوب اسی اخبار میں لکھا۔ خاکسار نے لکھا کہ مجھے حیرت ہے کہ عیسائی سربراہ خاموش ہیں اور دوسرے لوگ ان کی خاموشی میں مختلف توجیہات تراش رہے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی مزعومہ صلیبی موت کے بارہ میں عیسائیوں کے

پیش کردہ بعض سوالات کا جواب دینے کے بعد میں نے لکھا کہ اگر واقعی صلیبی موت کا عقیدہ محکم دلائل پر مبنی ہے۔ جیسا کہ بعض لوگوں نے ذکر کیا ہے۔ تو آخر کیا وجہ ہے کہ انہی محکم دلائل کی تائید کو بروئے کار لا کر گفتگو کا آغاز نہیں کیا جاتا؟ اگر عیسائی مبلغین اس ملک میں تبلیغ کے لئے آئے ہیں تو وہ اب خاموش کیوں ہیں؟ خاکسار نے مزید لکھا کہ اگر کوئی بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر شبہ رکھتا ہے۔ تو ہم دین متین کے خدام کی حیثیت میں اس سے ہر وقت اور ہر جگہ بات چیت کرنے کے لئے دل و جان سے تیار ہیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک ابلاغ حق سے زیادہ بابرکت بات اور کوئی نہیں۔ ایک شخص نے لکھا تھا کہ میں مسٹر راشد کے لئے دوستی اور عزت کے جذبات رکھتا ہوں۔ خاکسار نے جواب میں لکھا کہ میں ان جذبات کی قدر کرتا ہوں اور میرے جذبات بھی نہ صرف ایسے ہیں بلکہ میں تو سب لوگوں کے لئے نیک خواہشات رکھتا اور دعائیں کرتا ہوں حضور ایدہ اللہ تعالے کی تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے میں نے لکھا کہ گفتگو کی یہ دعوت بھی اسی بنیاد پر ہے۔ اور ہماری یہ خواہش ہے کہ محبت و پیار کی فضا میں یہ تبادلۂ خیالات منعقد ہو۔

خط کے آخر میں میں نے لکھا کہ اگر عیسائی اس دعوت کو منظور نہ کریں۔ اور مکمل خاموشی اختیار کئے رہیں تو مجھے ناراضگی نہیں ہوگی بلکہ اس بات پر شدید افسوس اور حیرت ہوگی کہ چرچ کے سربراہان اس انتہائی اہم موضوع پر بات چیت سے راہ فرار کیوں اختیار کر رہے ہیں۔

جاپان کے ایک اور انگریزی اخبار MAINICHI DAILY NEWS میں بھی لنڈن کانفرنس کا خوب چرچا رہا۔ ۲۵ جون کو ڈاکٹر ناصر احمد خان صاحب نے اپنے خط میں لنڈن کانفرنس کا ذکر کیا اور جاپان کے عیسائی حلقوں کو دعوت گفتگو کی طرف متوجہ کیا۔ خط کا فوری ردعمل ظاہر ہوا۔ دو تین خط جواب میں چھپے اور حضرت مسیح کی ہجرت کشمیر کے بارہ میں بعض کتب کا حوالہ دیا گیا۔ ۷ جولائی کو خاکسار نے اپنے خط میں واقعۂ صلیب اور ہجرت کشمیر کے بارے مدلل بدلائل پوری تفاصیل بیان کیں۔ اس خط کے بعد تو عیسائیوں کے خطوط کا تانتا بندھ گیا اور ۷، ۱۲، ۱۳، ۱۶ اور ۱۹ جولائی کے اخبار میں اسی موضوع پر مختلف لوگوں نے اظہار خیال کیا۔ ۲۲ جولائی کو ان خطوط کے جواب میں میرا خط شائع ہوا۔ خاکسار نے اوّل بائیبل کے بارہ میں بتایا کہ اس کی تاریخی حیثیت اور اس کے بیانات کی اہمیت کیا ہے۔ اگرچہ موجودہ بائیبل کا ہر ہر لفظ قابل استناد نہیں لیکن پھر بھی مجموعی شہادت ہمارے حق میں ہے۔ ایک شخص نے لکھا تھا کہ مسیح نے خوشی سے اپنے آپ کو اس فدیہ کے لئے پیش کیا۔ خاکسار نے جواباً لکھا کہ یہ درست نہیں۔ مسیح کی ساری رات کی درد بھری دعائیں بتاتی ہیں کہ وہ صلیبی موت سے نجات کے لئے دعا گو تھے۔ اور خدا تعالے نے اپنے وعدہ کے مطابق ان کی دعا سنی اور معجزانہ طور پر نجات دی۔

۲۵، ۲۶، ۲۷ اور ۲۸ جولائی کو میرے خط کے جواب میں عیسائیوں کے خط چھپے لیکن اس سے قبل ۲۴ جولائی کو ایک غیر از جماعت شخص کا فرضی نام سے ایک خط جماعت احمدیہ کے خلاف شائع ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اشاعت اسلام کی یہ مساعی اور اللہ تعالے کے فضل سے یہ کامیابی ہم ان کو نہیں بھائی۔ اور انہوں نے ازراہ شرارت بے بنیاد الزامات پر مشتمل خط اخبار میں لکھ دیا۔ اس کے جواب میں ۲۷ اور ۲۹ جولائی کو تین احمدی دوستوں کی طرف سے مدلل جوابات اسی اخبار میں شائع ہوئے۔

اگلے روز ۳۰ جولائی کو ایک ہندو نے بھی مخالفانہ خط کے انداز اور جواب پر سخت تنقید کی۔ اسی روز الزامات کی تردید میں خاکسار کی طرف سے بھی مفصل مکتوب اخبار میں شائع ہوا۔ اور اسی کے ساتھ اخبار مذکور نے اس سلسلہ مراسلت کے اختتام کا اعلان کر دیا۔ اللہ تعالے کا فضل ہے کہ اس کا اختتام بھی خاکسار کے خط سے ہوا۔ اور آخر میں قارئین کو حقیقت حال سے آگاہ کرنے اور ان کے ذہنوں میں پیدا کی جانے والی غلط فہمیوں کے ازالہ کی توفیق نصیب ہوئی۔

اللہ تعالے کے فضل سے لنڈن کانفرنس کے بعد جاپان میں یکے بعد دیگرے ایسے امور ظاہر ہوتے رہے۔ جن سے کانفرنس اور دیگر متعلقہ امور کے بارے میں ذرائع ابلاغ نہایت مفید معلومات اہل جاپان تک پہنچاتے رہے مختلف اخبارات میں کانفرنس کی خبر کی اشاعت اور خطوط کی اشاعت کے ہمہ گیر سلسلہ کے علاوہ جاپان کے ٹیلیویژن NHK پر کفن مسیح کے بارہ میں ایک دستاویزی فلم نصف گھنٹہ تک دکھائی گئی۔ ایک ہفتہ کے وقفہ کے بعد یہی فلم ایک دوسرے ٹیلیویژن پر دکھائی گئی۔ پھر انہی دنوں میں ایک فلم BIBLE AS HISTORY ٹوکیو کے سینما گھروں میں دکھائی گئی۔ اس فلم کے آخر میں کفن مسیح کا بہت تفصیلی ذکر ہے۔ اس فلم کے اشتہارات گاڑیوں اور بسوں میں نمایاں نظر آتے رہے۔ اور جاپانی لوگوں میں اس کا خوب چرچا رہا۔ انہی دنوں اخبار "جاپان ٹائمز" میں لنڈن کانفرنس اور جماعت احمدیہ کے تعارف پر مشتمل مضمون شائع ہوا جس کے دو ہزار نسخے زائد طبع کروا کر شائع کئے گئے۔ پھر جاپانی زبان کے ایک مشہور ہفتہ وار رسالہ SHUKAN GENDAI میں کفن مسیح کے بارہ میں پانچ صفحہ کا ایک طویل مصور مقالہ شائع ہوا۔ اس مضمون کا بہت چرچا رہا اور اس عرصہ میں جگہ جگہ زبانی طور پر عیسائیوں اور جاپانی لوگوں سے اس موضوع پر بات چیت کے مواقع بہت کثرت سے ملتے رہے۔ بہت سے لوگوں نے جاپان مشن سے لٹریچر کا مطالبہ کیا جو ان کو بھجوایا گیا۔

اخبارات میں خطوط کی اشاعت سے (جن کی تفصیل اوپر ذکر کی گئی ہے۔) اللہ تعالے کے فضل و کرم سے بہت نمایاں اور مفید اثرات ظاہر ہو رہے ہیں۔ لاکھوں قارئین تک لنڈن کانفرنس، صحیح اسلامی عقائد اور جماعت احمدیہ کا تذکرہ پہنچانے کی توفیق ملی۔ ان پر یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی ہے کہ جماعت احمدیہ ساری دنیا میں محبت و پیار کے ساتھ اسلام کا علم لہرانے میں مصروف ہے۔ جاپانی اخبارات کے صفحات میں یہ بات بھی ثبت ہو گئی ہے کہ عیسائیت کے سربراہوں نے دعوت گفتگو قبول کرنے سے صاف گریز کیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ اس شعر کی صداقت ایک بار پھر متحقق ہو گئی ہے ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

نویدِ آسمانی

مکرم عبد الرحیم صاحب لاٹھور۔ ربوہ

ملائک نغمہ خواں ہیں آسماں میں
خلافت پھر ہوئی قائم جہاں میں

ہوئے کس شان سے مبعوث مہدی
مبارک "کدعہ" ہیں دار الاماں میں

امامِ وقت کو فتح و ظفر ہو
مبارک ہر زماں و ہر مکاں میں

ہوئے اسلام کے غلبہ کے ساماں
خدا کے فضل سے سارے جہاں میں

بہارِ جاوداں آنے کو ہے اب
محمد مصطفٰے کے بوستاں میں

رہے گا نیّرِ اعظم ضیا پاش
زمین و آسماں کون و مکاں میں

یہ خوشخبری ملائک نے سنائی
نویدِ آسمانی خوب آئی

مذاہب عالم پر غلبۂ اسلام مہدی آخر الزمان کے ذریعہ مقدر ہے

محترم چوہدری محمد شریف صاحب فاضل

غایت بعثت انبیاء

قرآن شریف میں تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد ان کی ذریت و نسل میں وقتاً فوقتاً سلسلہ رسل وانبیاء قائم رہا۔ اور ہر ایک زمانہ کے حالات ومفاسد کے مطابق اس دنیا میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے انبیاء مبعوث کئے جاتے رہے۔ اور ان کے ذریعہ ان مفاسد وخرابیوں کی اصلاح کی طرف دعوت دی جاتی رہی جو ہر ایک قوم میں وقتاً فوقتاً پیدا ہوتی رہیں۔ اور پھر جو لوگ ان انبیاء ورسل پر ایمان لاتے رہے۔ ان کے ہاتھ پر عہد اطاعت باندھتے رہے۔ اور ان کے احکام و ہدایات کے مطابق اپنی زندگیوں کو بناتے رہے۔ اور خدا تعالےٰ کے حقیقی عبادت گزار اور فرمانبردار بنتے رہے۔ اور شیطان سے دور رہتے رہے وہ اس دنیا میں انعام یافتہ قوم بنائے جاتے رہے، اور جو ان کے منکر رہے اور اپنے گناہوں اور معاصی اور شرک و بت پرستی و الحاد سے باز نہ آئے۔ اور انبیاء کی عداوت پر کمربستہ رہے۔ ان پر غضب الٰہی نازل ہوتا رہا۔ اور ان میں سے بعض قوموں کا کلّی طور پر خاتمہ کر دیا گیا۔ جیسا کہ نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی منکر قومیں اور عاد اور ثمود کلیتہً اس دنیا سے نیست و نابود کر دیئے گئے ؛

سنت ارتقاء یا تدریج

نیز ہمیں اللہ تعالےٰ کی یہ سنت بھی اس دنیا میں نظر آتی ہے کہ اس کے تمام کام الا ماشاء اللہ بتدریج اور آہستہ آہستہ ہوتے ہیں جیسے مثلاً زمین و آسمان خدا تعالےٰ کے حکم کُنْ (ایسا ہو جا) سے معرض وجود میں آئے لیکن کُنْ کا یہ ظہور بھی جیسا کہ خود اس نے اپنی پاک کتاب قرآن شریف میں فرمایا ہے ۶ دنوں میں ہوا۔ اور اس نے یہ بھی بتلا دیا کہ اس کا ایک دن بھی ہمارے ان ہی سالوں کے ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات ہمارے پچاس ہزار سالوں کا ایک دن ہوتا ہے۔ یا انسان کی پیدائش ہے کہ اس کی پیدائش کا اصل مقصد تو اس کی بلوغت اور جوانی اور شعور کامل کا اس میں پایا جانا ہے۔ لیکن یہ مقصد پیدائش یک دفعہ فوراً نہیں ہو جاتا بلکہ آہستہ آہستہ بتدریج بیس چالیس سال میں ہوتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالےٰ کی یہ سنت (قانون) ہمیں اس کی دیگر مخلوقات حیوانات نباتات اور جمادات میں بھی نظر آتی ہے۔ کہ ان میں سے ہر ایک چیز آہستہ آہستہ اپنے کمال کو پہنچتی ہے۔ اور پھر اپنے مقصد کو جس کے لئے وہ پیدا کی گئی ہے پورا کرتی ہے۔

بعثت خاتم الانبیاءؐ

اس قاعدہ کے مطابق ہمارے نبی کریم حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت بھی ہوئی اور آپ کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

تَبَارَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۔ (سورۃ الفرقان ۱:)

کہ بہت ہی برکت والی ہے وہ ہستی (خدا تعالےٰ) جس نے اپنے اس بندہ (محمدؐ) پر قرآن اتارا ہے۔ تا اس کا یہ بندہ سب جہانوں کے لئے نذیر (خدا کے عذاب سے ڈرانے والا) بن جائے۔

پھر آپ کے متعلق فرمایا۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

کہ وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا اور صحیح دین (قانون) دے کر بھیجا تا وہ اس دین کو دوسرے تمام ادیان پر غالب کر دے۔ خواہ مشرک اس کو کتنا ہی ناپسند کیوں نہ کریں۔

غرض ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اس غرض سے تھی کہ آپ ساری دنیا کو جو خدا تعالےٰ سے بہت دور جا پڑی تھی اور شرک و بت پرستی اور الحاد و بے دینی میں غرق ہو چکی تھی۔ اور ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کہ براعظموں میں بسنے والے اور سمندروں کے اندر جزائر میں رہنے والے بھی سب لوگ خراب ہو چکے تھے اور یہ خرابی ایسی تھی کہ سب کو نظر آ رہی تھی۔ ان سب کو خدا تعالےٰ کے عذاب سے ڈرائیں کہ اگر وہ آپ کی لائی ہوئی ہدایت اور شریعت پر عمل نہیں کریں گے۔ تو اللہ تعالےٰ انہیں اپنے عذابوں سے نیست و نابود کر دے گا۔ اور اگر وہ آپ پر ایمان لے آئیں تو آپ ان سب کے لئے رحمت بن کر آئے ہیں جیسا کہ فرمایا:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ.

غلبۂ اسلام کا پہلا ظہور

یہ بات تو اظہر من الشمس ہے۔ کہ آپؐ سے پہلے جس قدر انبیاء آئے، وہ سب کے سب ابراہیم خلیل اللہ ہوں، یا اسمٰعیل ذبیح اللہ، لوط ہوں یا یونس، صالح ہوں یا ہود، زکریا ہوں یا یحییٰ، داؤد ہوں یا سلیمان، موسےٰ ہوں یا عیسےٰ علیہم السلام اپنی اپنی قوم کی طرف مبعوث کئے گئے تھے کسی دوسری قوم یا ملک سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا۔ مگر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کے لئے مبعوث فرمائے گئے تھے۔ اور ساری دنیا کو خدا تعالےٰ کی رحمت یا بصورت انکار خدا تعالےٰ کے عذاب کا مورد بنانا آپ ہی کا مشن تھا۔ آپ سے پہلے نہ کسی نبی نے ایسا دعویٰ کیا۔ اور نہ عملی طور پر یہ کام کر کے دکھایا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کے حکم سے اپنے ساری دنیا کے رسول ہونے کا دعوےٰ مکہ مکرمہ میں فرمایا اور اس کا عملی نمونہ بھی پیش فرمایا۔ کہ نہ صرف اہل مکہ اور اس کے گرد و نواح کو ہی اپنی ہدایت اور شریعت کی طرف دعوت دی بلکہ ان کے راہ راست پر آ جانے کے بعد سارے جزیرہ عرب کے امراء کو بھی دعوت اسلام نامے ارسال فرمائے بلکہ جزیرہ عرب سے باہر بھی شاہان مصر (افریقہ) فارس اور روم کو بھی اپنے پیغامبر مع مکاتیب گرامی ارسال فرمائے اور انہیں اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی۔ اور بلال (افریقی) صہیب (رومی) اور سلمان (فارسی) کی بیعتیں بھی قبول فرمائیں۔ اور مقوقس مصر کا ہدیہ بھی قبول فرمایا۔ جس میں ماریہ قبطیہ (یعنی مصر کی مریم) بھی شامل تھیں اور آپ کی وفات کے وقت (سنہ ۱۰ھ) سارے جزیرہ عرب میں جہاں آپ کی پیدائش ہوئی تھی۔ اور جس قوم (عرب) سے آپ تعلق رکھتے تھے، اسلام کو فوقیت حاصل ہو گئی تھی۔ اور جزیرہ عرب کے بعید الفطرت مشرک موحد (لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے) بن گئے تھے۔ اور یہود اور نصاریٰ نے جزیہ ادا کر کے آپ کے زیر سایہ رہنا قبول کر لیا تھا۔ اور جن کے لئے ہدایت اور آپ کی جزوی اطاعت بھی مقدر نہ تھی۔ وہ اپنی ہی حسد اور بغض کی جلائی ہوئی آگ میں بھسم ہو کر اس دنیا سے نیست و نابود ہو گئے تھے

پس جہاں تک آپ کی زندگی کا تعلق ہے اور اسلام کو دیگر مذاہب ادیان پر غالب کرنے کا کام ہے۔ وہ جزیرہ عرب میں تو مکمل ہو گیا۔ لیکن آپ کا مشن تو ساری دنیا کے لئے تھا۔ اس لئے ساری دنیا میں اسلام کے غالب کرنے کا کام آپ کے خلفاء کا کام تھا، کیونکہ انبیاء اور خلفاء کا وجود لازم و ملزوم ہے۔ اس لئے آپ نے فرمایا

مَا كَانَتْ نُبُوَّةٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ (کنز العمال)

کہ کبھی بھی کوئی نبوت نہیں ہوئی جس کے بعد اس کی خلافت نہ ہوئی ہو۔ یعنی ہر نبی کے بعد اس کے خلفاء اس کام کو جاری رکھتے ہیں، جس کے لئے وہ نبی مبعوث کیا گیا تھا۔

پھر آپ نے یہ بھی پیشگوئی فرمائی کہ میرے بعد خلافت راشدہ ہوگی پھر بادشاہت آ جائے گی اور ایسے کام کرے گی جو خلافت راشدہ کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ظلم و جور کا دور دورہ ہو جائے گا۔

ثُمَّ تَكُوْنُ الْخِلَافَةُ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ

پھر اس کے بعد اللہ تعالےٰ منہاج نبوت پر خلافت قائم کرے گا۔ اور اس کے ذریعہ پھر اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کے سامان کئے جائیں گے۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے ذریعہ اسلام مصر، فارس، روم (موجودہ ٹرکی اور اٹلی اور ان کے ملحقات) شمالی افریقہ وغیرہ میں غالب ہو گیا۔ پھر خلافت کی جگہ بادشاہت نے لی۔ اور مسلمانوں میں آپس میں جنگ و جدال ہوتا رہا مسلمان کافروں کے حلیف بنتے رہے۔ اور کافر مسلمانوں کے حلیف بنتے رہے۔ اور جو غلبۂ اسلام

گ سے فاصلہ ہوا تھا آہستہ آہستہ رُو بہ زوال ہوگیا۔ پھر مسلمان چھوٹی چھوٹی جاگیروں اور ریاستوں میں بٹ گئے۔ یہاں تک کہ تیرھویں صدی ہجری تک صلیب پرست اور قومیں ساری دنیا پر غالب آگئیں۔ اور پانچوں براعظموں وجزائر اور ساتوں سمندروں پر ان کا قبضہ ہوگیا۔ اور اسلام و مسلمان بقول مولانا حالی مرحوم ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
فقط رہ گیا دین کا نام باقی

کا مصداق ہوگئے۔

غلبۂ اسلام کا دوسرا دور

اب اس انقلاب کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ یا تو اسلام کا نام حرفِ غلط کی طرح نیست ونابود ہوجاتا۔ اور یا اللہ تعالیٰ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی

ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ

کے مطابق خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم کرتا۔ اور اسلام کو دنیا میں غلبہ عطا فرماتا۔ کیونکہ خدا کے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی غلط نہیں ہوسکتی۔ اور ہوا بھی یہی کہ خداتعالیٰ نے اپنی پیشگوئی

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ
(سورۃ الجمعہ)

کہ اس امت کے آخر میں جو لوگ ہونگے ان میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہوگی یعنی آپ کا کامل خلیفہ علیٰ منہاج النبوۃ جس کے دو مشہور نام (یعنی صفات) صحیح احادیث میں ابن مریم (مسیح) اور امام (مہدی) مذکور ہیں اور آخری زمانہ میں ان کا اسلام کے غالب کرنے کے لئے آنا بیان کیا گیا ہے دنیا میں مبعوث ہوگا۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو دنیا میں بھیج دیا۔ اور آپ نے چودھویں صدی ہجری کے شروع یعنی سنہ ۱۳۰۱ھ میں یہ اعلان فرمایا:۔

"اے مسلمانو سنو اور غور سے سنو! کہ اسلام کی پاک تاثیروں کو روکنے کے لئے جس قدر پیچیدہ افترا اس عیسائی قوم میں استعمال کئے گئے اور پُر مکر حیلے کام میں لائے گئے۔ اور ان کے پھیلانے میں جان توڑ کر اور مال کو پانی کی طرح بہا کر کوششیں کی گئیں یہاں تک کہ نہایت شرمناک ذریعے جن کی تصریح سے اس مضمون کو منزہ رکھنا بہتر ہے اسی راہ میں ختم کئے گئے۔ یہ کرسچین قوموں اور تثلیث کے حامیوں کی جانب سے وہ ساحرا

سیرِ روحانی
جلد اوّل

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ
کی پُر از تاثیر اور روحانیت سے معمور علمی تقاریر کا مجموعہ

مہتمم
الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ گولبازار ربوہ فون ۸۱

کارروائیاں ہیں کہ جب تک ان کے اس سحر کے مقابل پر خدا تعالیٰ وہ پُر زور ہاتھ نہ دکھاوے جو معجزہ کی قدرت اپنے اندر رکھتا ہو۔ اور اس معجزہ سے اس طلسم سحر کو پاش پاش نہ کرے تب تک اس جادوئے فرنگ سے سادہ لوح دلوں کو مخلصی حاصل ہونا بالکل قیاس اور گمان سے باہر ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے اس جادو کے باطل کرنے کے لئے اس زمانہ کے سچے مسلمانوں کو یہ معجزہ دیا کہ اپنے اس بندہ کو اپنے الہام اور کلام اور اپنی برکات خاصہ سے مشرف کر کے اور اپنی راہ کے باریک علوم سے بہرہ کامل بخش کر مخالفین کے مقابل پر بھیجا۔ اور بہت سے آسمانی تحائف اور علوی عجائبات اور روحانی معارف و دقائق ساتھ دیئے تا اس آسمانی پتھر کے ذریعہ سے وہ موم کا بُت توڑ دیا جائے جو سحر فرنگ نے تیار کیا ہے۔ سو اے مسلمانو! اس عاجز کا ظہور ساحرانہ تاریکیوں کے اٹھانے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ ہے۔ کیا ضرور نہیں تھا کہ سحر کے مقابل پر معجزہ بھی دنیا میں آتا۔ کیا تمہاری نظروں میں یہ بات عجیب اور انہونی ہے کہ خدا تعالیٰ نے نہایت درجہ کے مکروں کے مقابلہ پر جو سحر کی حقیقت تک پہنچ گئے ہیں ایک ایسی حقانی چمکار دکھلاوے جو معجزہ کا اثر رکھتی ہو۔ اے دانشمندو! تم اس سے مت تعجب کرو کہ خدا تعالیٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی۔ اور ایک بندہ کو مصلحت عام کے لئے خاص کر کے بغرض اعلائے کلمۂ اسلام و اشاعت نور حضرت خیر الانام اور تائید مسلمانوں کے لئے اور نیز ان کی اندرونی حالت کے صاف کرنے کے ارادہ سے دنیا میں بھیجا۔ تعجب تو اس بات میں ہوتا کہ وہ خدا جو حافظ دین اسلام ہے اسنے وعدہ کیا تھا کہ میں ہمیشہ تعلیم قرآنی کا نگہبان رہونگا اور اسے سرد اور بے رونق اور بے نور ہونے نہیں دونگا وہ اس تاریکی کو دیکھ کر اور ان اندرونی اور بیرونی فسادوں پر نظر ڈالکر چپ رہتا اور اپنے اس وعدہ کو یاد نہ کرتا جس کو اپنے پاک کلام میں موکد طور پر بیان کر چکا تھا۔"

(فتح اسلام صفحہ ۹ ۔ ۱۰ طبع اوّل)

"میں صلیب کو توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اترا ہوں ان پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے۔ جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کے پورا کرنے کے لئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کرے گا۔ بلکہ کر رہا ہے۔ اور اگر میں چپ بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رکی بھی رہے۔ تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اترے ہیں اپنا کام بند نہیں کرسکتے۔ اور ان کے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔"

(فتح اسلام طبع اول ص۱۸)

وعدہ آسمانی نصرت

آج سے ترانوے برس (۹۳) پہلے کی بات ہے اور اس وقت کی بات ہے جب اہل حدیث ہندوستان کے چوٹی کے عالم و جہاں دیدہ مصنف اس سے پندرہ برس پہلے (۱۲۹۱ھ) اپنی شہرہ آفاق کتاب "حُجَجُ الکَرَامَۃ" میں لکھ چکے تھے۔

"اگر حال ایں زمانہ را باز گویم معلوم شود کہ در اہل اسلام ایں زمانہ خصوصاً در دیار ہند ہیچ کس تہمت کہ او را مسلمان نسبت بسلمانان آں زمان توان گفت الا ما شاء اللہ وقلیل ماہم و کیف کہ انکار منکر و امر بمعروف یکسر از اہل اسلام رفتہ بلکہ از دل ہم کراہت ایں اعمال و احوال بدر رفتہ علماء و قضاۃ و مفتیان و فقہا و وعاظ ہم مباشر ایں افعال از بدول تخیر و تحیر تا آئندہ چہ خواہد شد نسئل اللہ العافیۃ و نعوذ بہ من الفتن ما ظھر منھا وما بطن"

(صفحہ ۳۱۴)

کہ اگر میں اس زمانہ کا حال پھر کہوں تو معلوم ہوگا کہ اس زمانہ میں اہل اسلام خصوصاً اہل ہندوستان اور مسلمانوں میں سے کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نہیں جیسے اگر زمانہ گذشتہ (یعنی آٹھویں صدی ہجری) کے

مسلمانوں کے مقابلہ میں دیکھا جائے
تو اسے مسلمان بھی کہا جا سکے
سوائے چند لوگوں کے جو نہایت
ہی قلیل ہیں اور ایسا کیوں نہ
ہو جبکہ منکر یا قول کو ناپسند کرنا
اور امر بالمعروف اہل اسلام
سے بالکل غائب ہو چکا ہے بلکہ
یہ اہل اسلام تو دل میں بھی ان
باتوں اور اعمال کو برا نہیں
سمجھتے۔ علماء، قاضی، مفتی، فقہاء
اور ان کے واعظین بھی ان اعمال
ممنوعہ کا بلا خوف و حجاب ارتکاب
کرتے ہیں۔ آئندہ کیا ہوگا؟ ہم
اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے ہیں
اور ان تمام فتنوں سے جو ظاہر
ہو چکے ہیں۔ اور جو پوشیدہ ہیں۔
خدا تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔"
نیز لکھا کہ وہ بدعات جو اس وقت تک
مسلمانوں میں پھیل چکی ہیں وہ اس قدر ہو چکی
ہیں کہ
"پس ظہور مہدی علیہ السلام از تقاضا
آں از عالم محال می نماید" (ص ۳۲)

کہ مہدی علیہ السلام کے ظہور
کے بغیر ان کا اس دنیا سے
دور ہونا محال نظر آتا ہے۔
امام فخر الدین رازی ساتویں صدی
ہجری کے ابتداء میں اپنی تفسیر میں آیت
(هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ
بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ
لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ)
پر اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں
تو اسلام سب ادیان پر غالب نہ آیا۔ تحریر
فرماتے ہیں:۔
"الوجه الثاني في
الجواب ان نقول روى
عن ابي هريرة رضي الله
عنه قال: هذا وعد
من الله بانه تعالى
يجعل الاسلام عاليا
على جميع الاديان و
تمام هذا انما يحصل
عند خروج عيسى وقال
السدي ذالك عند
خروج المهدي، لايبقى
احد الا دخل في الاسلام
أو ادى الخراج
(جلد ۱۶ صفحہ ۰، طبع مصر)

کہ دوسرا جواب اس اعتراض کا
یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہ اللہ
کا وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلام
کو سب ادیان پر غالب کرے گا
اور یہ وعدہ پورے طور پر حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے ظاہر ہونے
پر پورا ہوگا۔ اور امام سُدی
نے کہا ہے کہ مہدی کے ظاہر
ہونے کے وقت ایسا ہوگا۔ اس
وقت کوئی شخص ایسا نہیں رہے گا
جو اسلام میں داخل نہ ہو جائے یا
خراج ادا نہ کرے۔"

غلبہ اسلام کے واضح آثار

غرض اسلام کو دنیا کے سب دینوں پر
غلبہ دینے کا کام ہمارے نبی کریم صلے اللہ
علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں پوری قوت اور
شوکت کے ساتھ خلافت علیٰ منہاج
النبوۃ کے ذریعہ ہونا قرار دیا ہے اور ایسا
ہی خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ غلبہ سنت
الٰہیہ کے مطابق بتدریج پورا ہو رہا ہے جیسے نیک
طبقوں پر فرشتوں کا اتار آسمان سے ہو رہا ہے

یورپ و امریکہ و افریقہ و ایشیا کی فراخ
سعید روحیں جن کے نمائندگان ہر
سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مرکز احمدیت
میں اپنی آنکھوں سے دیکھے جا سکتے
ہیں۔ اسلام میں داخل ہو رہی ہیں جبکہ صلیب
پرستی سے خود عیسائیوں کی دلچسپی کم
ہو رہی ہے۔ بلکہ اس سے بیزاری
پیدا ہو چکی ہے۔ اور جنگ جن کی یہ اقوام
دلدادہ تھیں اب اس سے بیزار ہو
رہی ہیں۔ اور مسیح موعود اور مہدی
معہود کی دعاؤں کی وجہ سے اپنا سارا
اقتدار رکھو کر اب اقوام متحدہ U.N.O.
جیسی تنظیمیں قائم کر رہی ہیں کہ جنگوں
کا عملی طور پر خاتمہ کر دیا جائے۔
اور جو قوم جنگ یا تیر و تفنگ سے
کوئی تبدیلی یا اپنا کوئی مقصد حاصل
کرنا چاہے اس کا منہ توڑ دیا جائے۔
دوسری طرف خلافت راشدہ
علی منہاج النبوۃ جسے خود خدا تعالیٰ نے
اپنی سنت کے مطابق آسمان سے
نازل فرمایا ہے قرآن شریف کے مختلف زبانوں میں
تراجم کروا کر ہر قوم کے ہاتھ میں خدا تعالیٰ
کا آسمانی پیغام دے رہی ہے۔ اور
اسلام کے فضائل و محاسن اور حضرت
خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے سیرت و سوانح سب غیر قوموں کے
ہاتھوں میں دے رہی ہے۔ اور اپنے
جوان اور بوڑھے واقفین زندگی
اعلیٰ دینی تعلیم یافتہ با اخلاق و حلیم
محبان انسانیت، فدایان اسلام
و عاشقان حضرت خیر الانام دنیا کے
ہر گوشہ میں بھیج رہی ہے اور خدائے
واحد لا شریک لہ کی عبادت
کے لئے یورپ و امریکہ و افریقہ
کے دلکش علاقوں میں مساجد تعمیر کر رہی
ہے۔ تا وہ بھی اس آسمانی نور سے
حصہ پائیں۔ جس سے ہم نے حصہ پایا
اور جو خدا تعالیٰ کی طرف سے سارے
بنی نوع انسان کے لئے نازل کی گئی
ہے۔ اور اپنے نیک نمونہ، نیک سیرت
حسن و احسان، شفقت علی خلق اللہ
اور دعاؤں سے سعید روحوں کو
اس آسمانی نور کی طرف کھینچ رہی
ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے تازہ
بتازہ نشانات دکھلا کر سب ادیان
مذہب کو اس طرف توجہ دلا رہی ہے
کہ ؎

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشان دکھلائے
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

اور ساتھ ہی یہ بشارت بھی
آج سے ۷۶ سال قبل دے دی ہے
ایک عظیم الشان پیشگوئی
"اے تمام لوگو سن رکھو

کہ یہ اسی کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان؟ کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے ٹھٹھا کیا جاتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ۔

پس خدا کی طرف سے یہ نشان ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اترے اور فرشتے بھی اس کے ساتھ ہوں۔ اس سے کون ٹھٹھا کرے گا؟ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔

یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ ابن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ ابن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴، ۶۵)

اور یہ وہ عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کے پورا ہونے کے واضح آثار اب دنیا کو صرف ۷۰ سال کے عرصہ میں واضح طور پر نظر آنے لگ گئے ہیں۔

فالحمدللہ علیٰ ذالک

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کا عظیم علمی انکشاف

عربی زبان اُمّ الالسنہ ہے

(مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر)

(۱)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارناموں میں سے ایک نمایاں اور علمی کارنامہ عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے پر عظیم الشان ریسرچ ہے۔ اور یہ کارنامہ آپ کا علمی شاہکار ہے۔ آپ نے عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے کا نظریہ قرآن مجید کی آیات سے استنباط کیا ہے اور اس نظریہ کی بنیاد آپ نے قرآن کریم پر رکھی ہے۔ آپ دنیا میں پہلے وہ رجل عظیم ہیں جنہوں نے یہ نظریہ مدلل انداز میں پیش فرمایا۔ اسی عظیم مقصد کے لئے آپ نے ایک کتاب "منن الرحمن" ۱۸۹۵ء میں تحریر فرمائی۔ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ابھی اس تحقیق کو وسیع کرنا چاہتے تھے مگر متعدد دوسری مصروفیات کی وجہ سے آپ نے عربی زبان کے اُمّ الالسنہ ہونے پر بنیادی دلائل پر ہی اکتفا کی۔ اس کتاب کے اشتہار میں آپ نے تحریر فرمایا:۔

"یہ ایک نہایت عجیب و غریب کتاب ہے جس کی طرف قرآن شریف کی بعض پُرحکمت آیات نے ہمیں توجہ دلائی۔ سو قرآن عظیم نے یہ بھی دنیا پر ایک بھاری احسان کیا ہے جو اختلاف لغات کا اصل فلسفہ بیان کر دیا اور ہمیں اس دقیق حکمت پر مطلع فرمایا کہ انسانی بولیاں کس منبع اور معدن سے نکلی ہیں ...... اور واضح ہو کہ اس کتاب میں یہ تحقیق ام الالسنہ کی رُو سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ دنیا میں صرف قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے جو اس زبان میں نازل ہوا ہے جو اُمّ الالسنہ اور الہامی اور تمام بولیوں کا منبع اور سرچشمہ ہے۔"

عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے کا نظریہ ایک محیر العقول نظریہ ہے۔ کیونکہ اس مسئلہ میں زبان کے ماہرین اور سکالرز نے کافی حد تک اختلاف اور تضاد کیا ہے۔ اور ہر سکالر نے اپنی تحقیق کو فوقانی دلائل سے پیش کیا ہے

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اس اختلاف کو ختم کرنے کے لئے تحدی اور انعامی چیلنج دے کر عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے پر مہر لگا دی اور قطعی فیصلہ فرمایا۔ چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا:۔

"اگر تم مقابلہ کے لئے اٹھتے ہو تو ہیں تم کو بطور انعام پانچ ہزار روپیہ دوں گا۔ بشرطیکہ تم شرائط کے موافق جواب دو۔ اور میری شرط کا روپیہ جہاں چاہو جمع کرا لو اس انعام کے لینے کے لئے کھڑے ہو جاؤ یا اپنی زبان کی حمایت کرنے کے

لئے کچھ ہمت کرو"۔

(۲)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے پر پانچ بنیادی دلائل پیش فرمائے اور بطور تحدی کے فرمایا:۔

"اب ہر ایک کو اختیار ہے کہ ہماری کتاب کے چھپنے کے بعد اگر ممکن ہو تو یہ کمالات سنسکرت یا کسی اور زبان میں ثابت کرے"۔

(ضیاء الحق ص۲)

منن الرحمان کتاب میں آپ نے مندرجہ ذیل پانچ دلائل ساطعہ سے ثابت فرمایا ہے کہ عربی زبان ہی ام الالسنہ۔ کامل اور الہامی زبان ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

پہلی خوبی۔ عربی کے مفردات کا نظام کامل ہے۔ یعنی انسانی ضرورتوں کو وہ مفردات پوری مدد دیتے ہیں دوسرے لغات اس سے بے بہرہ ہیں۔

دوسری خوبی عربی میں اسماء باری و اسماء ارکان عالم و نباتات و حیوانات و جمادات و اعضائے انسان اپنی اپنی وجہ تسمیہ میں بڑے بڑے علوم حکمیہ پر مشتمل ہیں۔ دوسری زبانیں ہرگز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

تیسری خوبی عربی کا اطراد مواد الفاظ بھی پورا نظام رکھتا ہے اور اس نظام کا دائرہ تمام افعال اور اسماء کو جو ایک ہی مادہ کے ہیں ایک سلسلہ حکمیہ میں داخل کر کے ان کے باہمی تعلقات دکھلاتا ہے اور یہ بات اس کمال کے ساتھ دوسری زبانوں میں پائی نہیں جاتی۔

چوتھی خوبی عربی کے تراکیب میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہیں یعنی زبان عربی الف لام اور تنوینوں اور تقدیم تاخیر سے وہ کام نکالتی ہے جس میں دوسری زبانیں کئی فقروں کے جوڑنے کی محتاج ہوتی ہیں۔

پانچویں خوبی عربی زبان ایسے مفردات اور تراکیب اپنے ساتھ رکھتی ہے جو انسان کے تمام باریک در باریک ضمائر اور خیالات کا نقشہ کھینچنے کے لئے کامل وسائل ہیں"۔

اس سلسلہ میں آپ اس موضوع کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر فکری تعمق کے ساتھ فرماتے ہیں:۔

"اس سلسلہ تحقیقات میں ہمارے ذمہ تین مرحلوں کا طے کرنا ضروری ہو گا۔

پہلا مرحلہ: زبانوں کا اشتراک ثابت کرنا۔

دوسرا مرحلہ: عربی کا ام الالسنہ ہونا پایہ ثبوت پہنچانا۔

تیسرا مرحلہ: عربی کا وجہ کمالات فوق الاحاطہ کے الہامی ثابت کرنا۔

(۳)

علماء اللغات نے ام الالسنہ کے متعلق اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اور یہ موضوع آج تک زیر بحث رہا ہے۔ آریہ لوگ سنسکرت کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ زبان ام الالسنہ ہے۔ یہودی عبرانی زبان کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ ام اللغات ہے۔ اگر

اعتراض کا جواب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے یوں دیا ہے:۔

"اگر یہ اعتراض پیش ہو کہ زبان عربی جو ام الالسنہ قرار دی گئی ہے۔ اس کی نسبت تمام زبانوں کی نسبت مساوی نہیں ہے۔ بلکہ بعض سے کم اور بعض سے زیادہ ہے۔ مثلاً عبرانی زبان پر ادنیٰ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تھوڑے سے تغیر کے بعد عربی زبان ہی ہے۔ لیکن سنسکرت یا یورپ کی زبانوں کے ساتھ وہ تعلق پایا نہیں جاتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ گو عبری اور دوسری شاخیں اس کی درحقیقت عربی کے تھوڑے سے تغیر سے پیدا ہوئی ہیں اور سنسکرت وغیرہ دنیا کی کل زبانیں تغیرات بعیدہ سے نکلی ہیں۔ تاہم کامل غور کرنے اور قواعد پر نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ان زبانوں کے کلمات اور الفاظ مفردہ عربی سے ہی بلاکر طرح طرح کے قالبوں میں لائے گئے ہیں"

حضرت بانی احمدیت کا یہ عظیم شاہکار اس لحاظ سے بھی غیر معمولی اہمیت و عظمت کا حامل ہے۔ کہ اس نظریہ سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:۔

اول:۔ عربی زبان کو ام الالسنہ تسلیم کرنے سے لامحالہ اس امر کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ قرآن کریم اکمل اور خاتم الکتب ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"عربی کو ام الالسنہ اور الہامی ماننے سے نہ صرف یہی ماننا پڑتا ہے کہ قرآن خدا تعالیٰ کا کلام ہے بلکہ یہ بھی ضروری طور پر ماننا پڑتا ہے کہ صرف قرآن ہی ہے جس کو حقیقی وحی اور اکمل اور اتم اور خاتم الکتب کہنا چاہیئے"

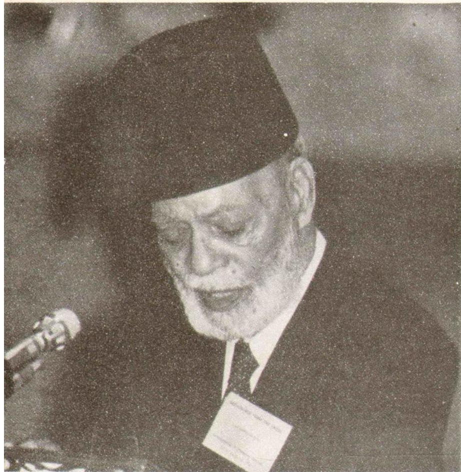
(منن الرحمٰن)

(۴)

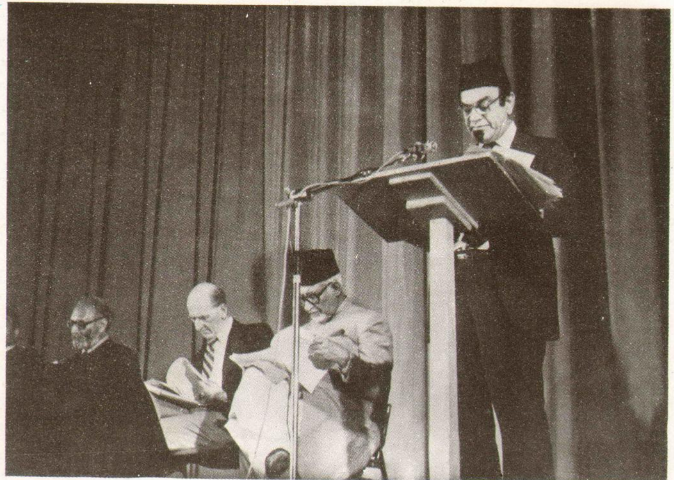
مشہور عیسائی عالم انستاس الکرملی (۱۸۶۶ء - ۱۹۴۷ء) جو دائرۃ عرب اکیڈیمی کے ممتاز ممبر تھے۔ لغۃ العرب رسالہ کے ایڈیٹر تھے۔ آپ کا عربی زبان کے ان مشہور علماء میں شمار ہوتا تھا جن کے مقام اور اتھارٹی کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ آپ نے ایک کتاب نشوء اللغۃ العربیہ و نموھا و اکتہالھا تحریر کی ہے جس کی ۲۵ فصلیں ہیں۔ یہ عربی لغت کی معرکۃ الآراء تصنیف ہے یہ کتاب دراصل آپ کے ان مضامین اور مختلف مکالات کا مجموعہ ہے جو آپ نے اللغۃ العربیۃ ام اللغات اور مفتاح اللغات کے عنوان سے ۱۹۳۵ء میں عربی اخبارات میں تحریر کیئے۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۲۲-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴ پر مصنف نے مدلل انداز میں لکھا ہے کہ عربی زبان ہی ام الالسنہ ہے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے یہ عظیم نظریہ ام الالسنہ ۱۸۹۵ء میں دنیا کے سامنے تحدی اور چیلنج کے ساتھ پیش فرمایا۔ اور اسی کا اعتراف ایک ایسے عالم نے ۱۹۳۵ء میں کیا جس کو علمی اور علم لغت کے حلقوں میں اتھارٹی تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور اسی نے لکھا ہے کہ دنیا میں میں پہلا شخص ہوں جس نے یہ نظریہ پیش کیا ہے۔ مگر تاریخی حقیقت کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔

بہر کیف اس طرح عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے کا واضح اعتراف کر لیا گیا ہے۔ اور یہ ایک عظیم علمی فتح ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہوئی

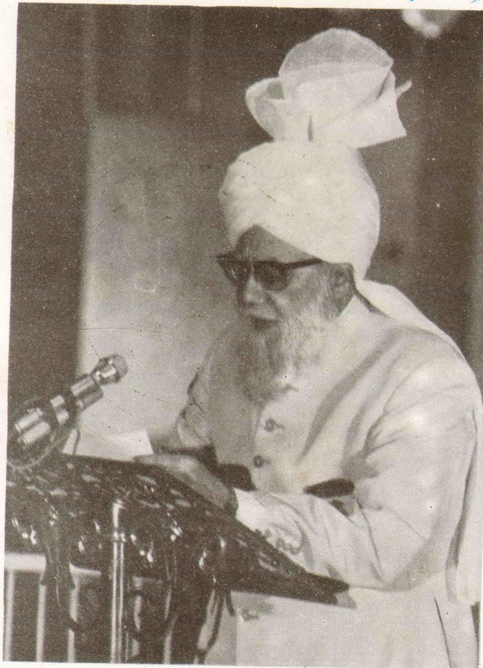
بین الاقوامی کسرِ صلیب کانفرنس لندن میں بعض سربرآوردہ مقررین خطاب فرما رہے ہیں



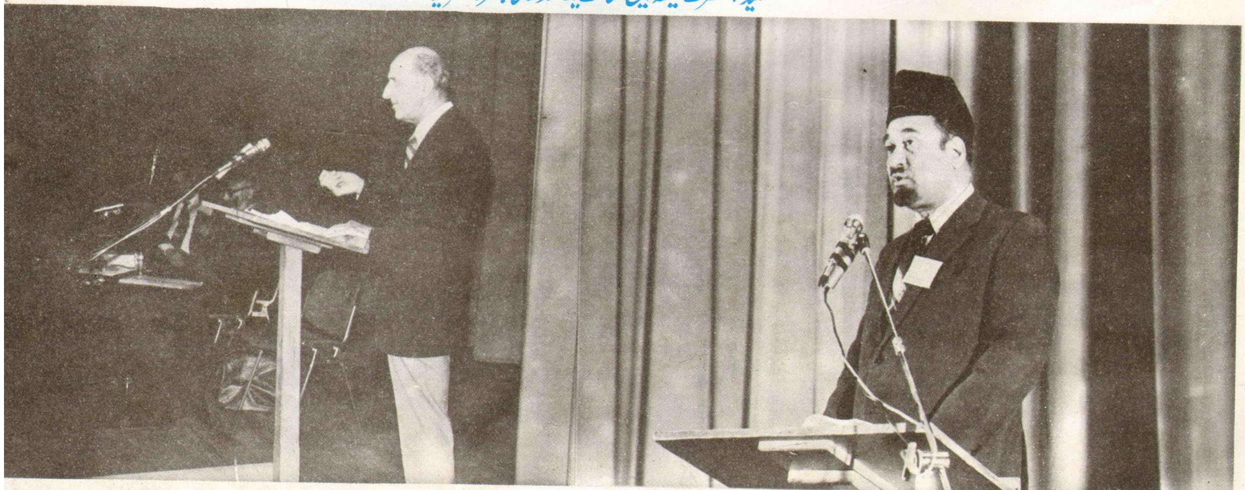
محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب



محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب



سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز



مکرم بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد لندن

نامور برطانوی محقق مسٹر آر۔سی۔ای۔ سرکال فیلڈ